نماز میں تعدیل ارکان

وہ نمازیں جو تعدیل ارکان سے خالی رہیں، ان کا کیا حکم ہے:

سوال: ایک شخص کی عمر بیس برس کی ہے، اس عرصہ تک اس نے کوئی نماز درست نہیں پڑھی، صرف دوٹکر مار کر نماز ختم کر دیتا ہے، یہ نمازیں ہوئیں، یا نہیں؟ اگر اعادہ کرے تو صرف فرض ہی ادا کرے، یا سنت بھی؟

الجواب

جو نمازیں تعدیل ارکان کے ساتھ ادا نہیں ہوئیں، اگر چہ وہ ہوگئی ہیں؛ لیکن ان کا دہرا لینا اچھا ہے، فرض اور وتر کا اعادہ کرے، سنتوں کا اعادہ نہ کرے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۱۴۷/۴)

قومہ اور جلسہ میں تعدیل:

سوال: جمعہ کی نماز کے قومہ اور جلسہ میں امام اتنی دیر ٹھیرتا ہے کہ ایک سورۃ چھوٹی بخوبی پڑھ لی جا سکے، اس سے نماز میں کچھ نقصان تو واقع نہیں ہوتا؟

الجواب

اس صورت میں نماز صحیح ہے، کچھ نقصان نہیں آیا۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۵۹/۴)

(۱-۲) عن أبی هريرة رضی اللّٰه عنه أن رجلاً دخل المسجد ورسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم فی ناحية المسجد فجاء فسلم عليه فقال له: ارجع فإنک لم تصل، فرجع فصلٰی ثم سلم، فقال: وعليک ارجع فصل فإنک لم تصل، قال فی الثالثة أو فی التی بعدها: علمنی يارسول اللّٰه! قال إذا أقمت إلی الصلاة فأسبغ الوضوء ثم استقبل القبلة فكبر وأقرأ بما تيسر معک من القرآن حتٰی تطمئن راكعاً ثم رفع رأسه حتٰی تعتدل قائماً ثم اسجد حتٰی تطمئن ساجداً ثم ارفع حتٰی تستوی وتطمئن جالساً ثم اسجد حتٰی تطمئن ساجداً ثم ارفع حتٰی تستوی قائماً افعل ذلک فی صلاتک كلها. (صحيح البخاری، كتاب الأيمان والنذر، باب إذا حنث ناسياً فی الأيمان: ۹۸٦/۲، مكتبة رشيدية سهارنپور، رقم الحديث: ٦۲۵۱-٦٦٦۷، انيس)

(وتعديل الأركان) أی تسكين الجوارح قدر تسبيحة فی الركوع والسجود وكذا فی الرفع منهما علٰی ما اختاره الكمال (الدر المختار) أی يجب التعديل أيضاً فی القومة من الركوع والجلسة بين السجدتين، إلخ. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب واجبات الصلاة: ٤۳۲/۱، ظفير)

جن جگہوں پر نماز پڑھنا مکروہ ہے

مسجد کی چھت پر نماز کا حکم:

سوال: شدت گرمی کی وجہ سے عشا اور تراویح کی نماز مسجد کی کھلی ہوئی چھت پر باجماعت ادا کی جاسکتی ہے، یا نہیں؟ اور عدم کراہت میں ہمارے علاقہ کے مقتدر علما کا فعل پیش کیا جاتا ہے کہ فلاں مولانا اتنے بڑے عالم اور بزرگ تھے، وہ خود گرمی کی وجہ سے چھت پر پڑھا کرتے تھے، حالاں کہ فتاویٰ عالمگیری میں مکروہ لکھا ہے، مسئلۂ مذکور کا بالتفصیل جواب لکھ کر یہ بتلائیں کہ فتاویٰ عالمگیری میں جو مکروہ لکھا ہے، اس سے کون سی کراہت مراد ہے اور علما کے فعل کو دلیل میں پیش کرنا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

بلا عذر مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی؛ یعنی خلاف اولیٰ ہے اور اگر کوئی عذر مثلاً نیچے جگہ نہ ہو، یا شدید گرمی ہو اور ہوا کا کوئی نظم نہ ہو تو اس صورت میں بلا کراہت مسجد کی چھت پر نماز درست ہے۔ عالمگیری کی عبارت میں مکروہ سے مراد مکروہ تنزیہی ہے۔(۱)

امداد الفتاویٰ: ۱/۴۴۴، ۴۴۵ کے حاشیہ میں مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری نے اس مسئلہ پر بڑی اچھی بحث کی ہے، ملاحظہ فرمالیں،(۲) نیز کفایت المفتی (جلد سوم صفحہ ۱۵۵) ملاحظہ فرمالیں۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۱۴۰۹/۱۱/۷ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۴۱۷-۴۱۸)

---

(۱) الصعود علیٰ سطح کل مسجد مکروہ ولهٰذا إذا اشتد الحر یکرہ أن یصلوا بالجماعة فوقه إلا إذا ضاق المسجد فحینئذٍ لایکرہ الصعود علیٰ سطحه للضرورة، کذا فی المغرائب. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی آداب المسجد: ۵/۳۲۲، مکتبة ماجدیة کوئیٹه، باکستان، انیس)

(۲) حضرت مفتی صاحب اس مسئلہ مکمل بحث کے بعد لکھتے ہیں:

لہٰذا مسجد کی چھت پر تنہا یا باجماعت نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولی ہے، البتہ عذر کے وقت مثلا نیچے جگہ نہ ہو یا گرمی شدید ہو اور در پچوں سے بھی علاج نہ ہو سکے اور دیگر کوئی محظور شرعی بھی نہ ہو (مثلا قرب وجوار کے مکانوں کی بے پردگی) تو چھت پر تنہا، یا باجماعت نماز پڑھنا جائز ہے۔

(۳) حضرت مفتی صاحب اس طرح کے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: ''مسجد کی چھت پر نماز کی جماعت جائز ہے اور اگر گرمی وغیرہ کے عذر کی وجہ سے ہو تو کسی قسم کی کراہت بھی نہیں، البتہ بلا عذر ہو تو اس بنا پر کہ جماعت کی اصلی جگہ نیچے کا درجہ اور محراب ہے، اوپر جماعت کرنا خلاف اولیٰ ہے''۔

مسجد کی چھت پر نماز مکروہ ہے:

سوال: ہم مصلیان مسجد میر محمود صاحب مرحوم مندرجۂ ذیل وجوہ کی بنا پر دریافت کرتے ہیں کہ مسجد کی چھت پر نماز جماعت سے پڑھ سکتے ہیں، یا نہیں؟

(۱) مسجد پست بنی ہے۔

(۲) اور چھوٹے اور موٹے کولوں کے ہیں اور اندرون مسجد ہوا کی آمد ورفت کم ہے، جس کے باعث نماز میں گرمی کی شدت سے طبیعت پریشان ہوتی ہے۔

(۳) مسجد کی وضع قطع کے ماتحت یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ مسجد بناتے وقت چھت پر نماز پڑھنا بھی مقصود تھا، زینہ بہت عرصہ کے بعد بنالیا گیا ہے۔

(۴) کسی مکان کی بے پردگی نہیں ہوتی ہے۔

الجواب

فی العالمكيرية الباب الخامس من الكراهة: الصعود علٰى سطح كل مسجد مكروه، ولهٰذا إذا اشتد الحر يكره أن يصلوا بالجماعة فوقه إلا إذا ضاق المسجد فحينئذ لايكره الصعود علٰى سطحه للضرورة، كذا فى الغرائب، آه. (۱)

اس میں تصریح ہے کہ صورتِ مسئول عنہا میں چھت پر جماعت کرنا مکروہ ہے۔(۲)

۱۴؍صفر ۱۳۵۴ھ (النور، محرم ۱۳۵۵ھ، ص:۹)

نوٹ: ہوا اور گرمی کا علاج دیوار قبلہ، یا یمین وشمال میں دریچہ کھولنے سے ہوسکتا ہے۔ اشرف علی

(امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۴۴۴)

---

(۱) الفتاویٰ الهندية، الباب الخامس فی آداب المسجد: ۵/۳۲۲، مكتبة ماجدية، باكستان، انيس

(۲) مسجد کی چھت پر تنہا، یا با جماعت، نماز پڑھنے کی کراہت کا مدار، چھت پر چڑھنے کی کراہت پر ہے، چناں چہ عالمگیریہ میں غرائب سے جو کراہت صلوٰۃ نقل کی ہے، وہ کراہت سعود علی السطح پر متفرع ہے؛ لیکن شامی رحمہ اللہ نے درمختار کے قول ''و كره تحريمًا الوطء فوقه'' کی شرح کرتے ہوئے فرمایا ہے: أى الجماع ''خزائن'' أما الوطء فوقه بالقدم فغير مكروه، إلا فى الكعبة لغير عذر، لقولهم بكراهة الصلوٰة فوقها، اور جب صعود علی السطح مکروہ نہیں تو چھت پر نماز پڑھنا بھی مکروہ نہیں، پھر شامی رحمہ اللہ نے قہستانی سے کراہیۃ صعود علی السطح کا جزئیہ بھی نقل کیا ہے اور اس پر کراہیۃ صلوٰۃ علی سطح المسجد متفرع کی ہے؛ لیکن علامہ شامی رحمہ اللہ کو اس پر اطمینان نہیں ہے؛ اس لیے فليتأمل فرمایا۔ (ردالمحتار، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب: فى أحكام المسجد: ۱/۶۵۶، انیس)

حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندی شرح منیہ اور شامی کی مذکور عبارت نقل کرکے فرماتے ہیں خلاصہ اور حاصل یہ ہے کہ بعض عبارت سے جواز نماز فوق مسجد معلوم ہوتا ہے اور بعض سے کراہت معلوم ہوتی ہے اھ (فتاویٰ دار العلوم جدید: ۴/۱۵۰، سوال ۱۶۲۱) ==

مسجد کی چھت پرنماز پڑھنا مکروہ ہے، یانہیں:

سوال: مسجد کی چھت پرنماز پڑھنا کیسا ہے، مکروہ ہے، یانہیں؟ اگر رمضان شریف میں ایک امام نیچے مسجد میں تراویح پڑھائے اور دوسرا امام مسجد کی چھت پر پڑھائے تو بلا کراہت جائز ہے، یانہیں؟ اگر مسجد میں دو درجے؛ یعنی دومنزلیں ہوں تو دوسرے درجہ کا چھت میں شمار ہوگا، یانہیں؟

فتاویٰ قاضی خاں مطبوعہ نول کشور جلد اول صفحہ: ۱۱۷ میں یہ عبارت ہے:

وکذا لوصلٰی علی السطح فی شدة الحر لقوله تعالٰی: ﴿قل نار جهنم أشد حرا لو کانوا یفقهون﴾ (۱) کی اس عبارت سے چھت پرنماز پڑھنے کو مکروہ کہہ سکتے ہیں، یانہیں؟

الجواب

قال فی الدر: وکره تحریمًا الوطأ فوقه والبول والتغوط؛ لأنه مسجد إلٰی عنان السماء، آه.

قال الشامی: ولهٰذا یصح اقتداء من علٰی سطح المسجد بمن فیه إذا لم یتقدم علی الإمام ولایبطل الاعتکاف بالصعود إلیه ولایحل للجنب والحائض والنفساء الوقوف علیه ولو حلف لایدخل هٰذه الدار فوقف علٰی سطحها یحنث، آه. (۲)

وأیضا: فإن الفقهاء لم یذکروا فی مکروهات الصلاة سوٰی ظهر بیت اللّٰه، آه.

مسجد کی چھت پرنماز پڑھنا مکروہ نہیں؛ کیوں کہ وہ بھی مسجد ہی ہے، البتہ یہ جائز نہیں کہ جماعت سقف ہی پر ہو، نیچے کے درجہ میں نماز ہی نہ ہو؛ کیوں کہ اصل مسجدیت میں داخلی حصہ ہی ہے، سقف کی مسجدیت تبعا للتحت ہے، پس داخلی حصہ میں نماز نہ ہونا صرف سقف پر ہونا مکروہ ہوگا۔ (۳)

إلا للحاجة الشدیدة بأن کا ن المسجد ذا منزلین ویتعذر الصلاة فی الداخل للحر ونحوه فهو عذر ولأن المنزلة الثانیة لیس فی حکم السقف بالکلیة بل له حکم المسجد والسقف ماکان فوق المنزلة الثانیة.

اور یہ صورت بلا کراہت جائز ہے کہ امام تحت میں داخل مسجد ہو اور کچھ جماعت اس کے ساتھ ہو اور کثرت جماعت

== پس تطبیق کی صورت ذہن میں یہ آتی ہے کہ نفی کراہت تحریمی کی ہے اور اثبات کراہت تنزیہی کا، لہذ مسجد کی چھت پر تنہا یا باجماعت نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی؛ یعنی خلاف اولی ہے البتہ عذر کے وقت مثلاً نیچے جگہ نہ ہو، یا گرمی شدید ہو اور دریچوں سے بھی علاج نہ ہوسکے اور دیگر کوئی محذور شرعی بھی نہ ہو، (مثلاً قرب وجوار کے مکانوں کی بے پردگی) تو چھت پر تنہا یا باجماعت نماز پڑھنا جائز ہے، واللہ اعلم بالصواب (سعید احمد پالنپوری)

(۱) سورة التوبة: ۸۱، انیس

(۲) ردالمحتار، باب ما یفسد الصلاة ومایکره فیها، مطلب: فی أحکام المسجد: ۱/۶۵۶، دار الفکر، انیس

(۳) الصلاة علی الرفوف فی المسجد الجامع من غیر ضرورة مکروهة وعند الضرورة بأن امتلأ المسجد ولم یسجد موضعاً یصلی فیه فلا بأس به. (الفتاویٰ التاتارخانیة، کتاب الصلاة، باب مایکره للمصلی: ۱/۵۶۹، انیس)

کے وقت کچھ آدمی اوپر چھت پر اقتدا کرلیں۔

بشرط التخلف عن الإمام وفی شرح المنیة للحلبی: وکذا(یکره)لو صلٰی علٰی سطح المسجد من شدة الحر لقوله تعالٰی: ﴿قل نار جهنم أشد حرًا لو کانوا یفقهون﴾ (۱)وفی القنیة إمام یصلی التراویح علٰی سطح المسجد فقل اختلف فی کراهیة والأولٰی أن لایصلی فیه عند العذرفکیف فی غیره،آه.(ص:۳۹۲)(۲)

اس سے معلوم ہوا کہ تحت مسجد کو چھوڑ کر سقف پر نماز پڑھنا مکروہ ہے، یہ تو سقف کا حکم ہے اور دو منزلہ کے بارے میں یہ کہنا کی بالائی منزل سقف کے حکم میں ہے، صحیح نہیں؛ بلکہ سقف وہ ہے، جو بالائی منزل کے اوپر ہے، پس دو منزلہ میں یہ جائز ہے کہ کسی وقت تحتانی منزل میں نماز نہ پڑھی جائے، صرف بالائی میں پڑھی جائے، وہ اس کی نظیر ہے کہ کسی وقت مسجد کے داخلی حصہ میں نماز نہ ہو؛ بلکہ صحن میں پڑھی بجاوے کہ یہ بلا کراہت جائز ہے، رہی یہ صورت کہ دو منزلہ مسجد میں ایک امام تحتانی منزل میں ہو اور ایک امام بالائی منزل میں ہو اور دونوں الگ الگ تراویح پڑھاویں، سو یہ صورت مکروہ ہے؛ کیوں کہ فقہا نے ایک مسجد میں تراویح کی دو جماعتوں سے منع کیا ہے۔

ولو صلوا لتراویح ثم أراد وا أن یصلی ثانیًا یصلی فرادٰی، کذا فی الخلاصة.(۳)

وفی شرح المنیة (ص: ۳۸۹):ولو أم فی التروایح مرتین فی مسجد واحد کره وکذا لو صلاها مرتین ماموناً فی مسجد واحد وإن صلٰی فی المسجد ین اختلف المشائخ فیه،آه.

نیز تکرار جماعت ایک مسجد میں ایک وقت میں سلف سے ثابت نہیں۔

والخیر کله فی اتباع السلف ولایغتر،أحدهما یفلعه أهل الحرم من تعدد الجماعات فی التروایح فإن الحرم یجوزفیه تکرار الجماعة فلایصدق علیه أنه مسجد محلة بل هو کمسجد شارع وقد مرأنه لاکراهة فی تکرار الجماعة فیه اجماعاً.(۴)

وبالجملة فکل مسجد یجوز تکرار الجماعة فیه لابأس بتکرار التروایح فیه إذاکان الإمام و المومون فی کل علٰیحدتهم وإلا فلا.

۲۷؍شعبان ۱۳۴۶ھ۔(امداد الاحکام:۲/۱۷۲-۱۷۳)

(۱) سورة التوبة: ۸۱، انیس

(۲) قنیة المنیة لتتمیم الغنیة،باب فی التراویح،ص: ٤٤،انیس

(۳) خلاصة الفتاوٰی، کتاب الصلاة،الفصل الثالث فی التراویح: ٦٤/١،مکتبة أشرفیة،دیوبند،انیس

(۴) ردالمحتار،کتاب الصلاة،مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد: ٢٦٦/٢،مکتبة دار الکتاب،انیس
والخیر کله فی اتباع السلف الصالح الذین اختارهم اللّٰه فما فعلوا فعلناه وما ترکوا ترکناه.(دلیل المواعظ إلی أدلة المواعظ،المولد النبوی هه نحتفل: ٧٣٦/٢،دار الفرقان البحیرة،انیس)

سنیما کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے:

سوال: سنیما (گھر) کی چھت پر نماز ادا کرنا کیسا ہے؟ نماز بلا کراہت ادا ہوگی، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

وہاں جانا ہی حرام ہے تو نماز بطریق اولی مکروہ تحریمی ہے؛ اس لیے کہ یہ موضع لہوولعب اور مجمع شیاطین ہے، **كما قالوا في الصلاة في معابد اليهود والنصارىٰ**، اگر یہ عمارت سنیما کی آمدنی، یا اور کسی قسم کے مال حرام سے بنائی ہو تو اس کے استعمال کا گناہ بھی ہوگا اور نماز میں مزید کراہت کا باعث ہوگا، اس نماز کا اعادہ بہرحال واجب ہے۔

قال شارح البداية في مكروهات الصلاة: والصلاة جائزة في جميع ذلك لاستجماع شرائطها وتعاد علىٰ وجه غير مكروه وهٰذا الحكم في كل صلاة أديت مع الكراهة. (فتح القدير: ۲۹۵/۱)(۱)**فقط والله تعالىٰ أعلم**

۲۷/شعبان ۱۳۸۸ھ (احسن الفتاویٰ: ۴۲۱/۳)

بت خانہ میں نماز پڑھنا:

سوال: شرک وبت پرستی کی جگہ، جہاں بت اور تصاویر ہوں، نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ

تمام روئے زمین پر بشرطیکہ پاک ہو، نماز پڑھنا جائز ہے،(۲) اور تصویر اگر مصلی کے سر پر یا دائیں بائیں ہو تو نماز مکروہ ہوگی۔(۳)

---

(۱) فتح القدير، باب الكراهة: ۴۲۹/۱، مكتبة دار الكتب العلمية، انيس

(۲) عن حذيفة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فضلنا على الناس بثلاث: ضعلت صفوفنا كصفوف الملائكة وجعلت لنا الأرض كلها مسجداً وجعلت تربتها لنا طهوراً إذا لم نجد الماء. (صحيح لمسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، رقم الحديث: ۵۲۲/صحيح ابن خزيمة، رقم الحديث: ۲٦٤/مسند السراج، رقم الحديث: ۵۰٤/شرح مشكل الآثار، رقم الحديث: ۱۰۲٤/الشريعة للآجرى، رقم الحديث: ۱۰٤٤/شرح السنة للبغوى: ۱۱۳/۲، المكتب الإسلامى بيروت/نصب الرأية، باب التيمم: ۱۵۸/۱، مؤسسة الريان/البدر المنبير، الحديث الرابع، الحديث ٦۲۱/۲، دار الهجرة، انيس)

(۳) عن أبى طلحة عن النبى صلى الله عليه وسلم قا لا تدخل الملائكة بيتاً فيه كلب ولاصورة. (الصحيح لمسلم، باب تدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولاصورة: ۲۰۰/۲، مكتبة رشيدية، دهلى، انيس)

وأن يكون فوق رأسه أوبين يديه أوبحذائه يمنة أويسرة أومحل سجوده تمثال ولوفى وسادة منصوبة لامفروشة. (الدرالمختار، باب الكراهة: ۳٦۰/۲، مكتبة دار الكتاب ديوبند، انيس)

اسی طرح اگر مصلی کے سامنے آگ روشن ہو تو آتش پرستوں کی مشابہت کی وجہ سے نماز میں کراہت آجائے گی۔(کذا فی السراج المنیر)(۱)

اور کسی مکان کا محض مقام شرک ہونا نماز سے مانع نہیں۔(۲)(مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو:۲۲۶)

مواضع غضب وعذاب میں ممانعت نماز اوراس کی حکمت:

سوال: کئی ایام سے ایک شبہ دل میں واقع ہو رہا ہے، اب تک بدستور ہے؛ اس لیے عرض کرکے حل چاہتا ہوں، وہ یہ کہ بندہ چوں کہ ضعیف وناتواں ہے، ایک ضد سے تاثر کے وقت دوسری ضد کا تحمل نہیں کرسکتا؛ مگر حق تعالیٰ چوں کہ قادر مطلق ہیں، وہ متاثر ومنفعل نہیں ہوتے، پھر مواضع غضب وعذاب میں جانے آنے، یا نماز پڑھنے سے نہیں کیوں فرمائی گئی ہے، چناں چہ اصحاب حجر کے متعلق ارشاد ہے:

لاتدخلوا علٰی هؤلاء المذبين إلا أن تكونوا باكين فإن لم تكونوا باكين فلاتدخلوا عليهم لايصيبكم ماأصابهم،الحديث. (۳)

اس کی حکمت ارشاد فرمائی جاوے؟

(۱) (و) كذا لا تكره الصلاة (إلى مصحف أو سيف معلق)موضوع بين يدية لأنهما لا يعبدان (أو شمع)بفتح الميم على الأوجه والسكون ضعيف،مع أن المستعمل قاله ابن قتيبة، (أو سراج) هذا هو المختار كما في غاية البيان، وقيل:يكره لو كان بين يديه جمر أو نار توقد،التمرتاشي،وهو الأصح لأنهما لا لا يعبدهاما أحد،وفي القنية:المجوس يعبدون الجمر لا النار الموقدة حتى لا تكره النار الموقدة،انتهى.(النهر الفائق،باب ما يقفسد الصلاة ومايكره فيها: ۱/۲۸۵. ۲۸۶،دارالكتب العلمية بيروت،انيس)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع سے خانۂ کعبہ کے اردگرد رکھے ہوئے مورتیوں لکڑی کے اشارے سے منہدم کیا اور خانہ کعبہ کے اندر انبیاء کرام کے بنائے گئے تصاویر کو مٹایا اور دروازے کے سامنے دو رکعت نماز ادا کی۔

ثم نهض رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم والمهاجرون والأنصار بين يديه وخلفه وحوله حتى دخل المسجد فأقبل إلى الحجر الأسود فاستلمه ثم طاف البيت وفي يده قوس وحول البيت وعليه ثلاث مائة وستون صنما فجعل يطعنها بالقوس ويقول﴿جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا﴾(الإسراء: ۸۱)﴿جاء الحق وما يبدئ الباطل ومايعيد﴾(سبأ: ۴۹)والأصنام تتساقط على وجوهها.وكان طوافه على راحلته ولم يكن محرما يأمئذ فاقتصر على الطواف فلما أكمله دعا عثمان بن طلحة فأخذ منه مفتاح الكعبة فأمر بها ففتحت فدخلها فرأى فيها الصور ورأى فيها صورة إبراهيم وإسماعيل يستقسمان بالأزلام فقال:قاتلهم اللّٰه واللّٰه إن استقسما بها قط،ورأى في الكعبة حمامة من عيدان فكسرها بيده وأمر بالصور فمحيت ثم أغلق عليه الباب وعلى أسامة وبلال فاستقبل الجدار الذي يقابل الباب حتى إذا كان بينه وبين قدر ثلاثة أذرع وقف وصلى هناكثم دار في البيت وكبر في نواحيه،الخ.(زاد المعاد، أسباب الفتح الأعظم:۳/۳۵۸،مؤسسةالرسالة بيروت،انيس)

(۳) فتح الباري،باب الصلاة في مواضع الخسف والعذاب: ۱/۶۸۶،رقم الحديث:۴۳۳،دارالسلام رياض،انيس

الجواب

ایک توجیہ یہ خیال میں آئی تھی؛ مگر اس احتمال پر کہ شاید کسی نے اس سے اچھی توجیہ لکھی ہو، کتابوں کا مطالعہ کیا، بحمد للہ تعالیٰ فتح الباری میں بتغیر الفاظ وہی توجیہ نکلی، جو خیال میں آئی تھی، اس میں شبہ مذکورہ فی السوال کا جواب بھی ہے؛ اس لیے اس کو نقل کر دینا کافی سمجھتا ہوں۔

وللمصنف فی أحاديث الأنبياء أن يصيبكم أی خشية ؤن يصيبكم، ووجه هٰذه الخشية أن البكاء يبعثه على التفكر والاعتبار فكأنه أمرهم بالتفكر فی أحوال توجب البكاء من تقدير اللّٰه تعالٰی علٰی أولٰئک بالكفر مع تمكينه لهم فی الأرض وإمهالهم مدة طويلة ثم ايقاع نقمته بهم وشدة عذابه وهو سبحانه مقلب القلوب فلا يأمن المؤمن أن تكون عاقبته إلٰی مثل ذلک والتفكر أيضًا فی مقابلة أولٰئک نعمة اللّٰه بالكفر وإهمالهم أعمال عقولهم فيما يوجب الإيمان به والطاعة له فمن مر عليهم ولم يتفكر فيما يوجب البكاء اعتبارًا بأحوالهم فقد شابههم فی الاهمال ودل علٰی قساوة قلبه وعدم خشوعه فلا يأمن أن يجره ذلک إلى العمل بمثل أعمالهم فيصيبه ما أصابهم وبهٰذا يندفع اعتراض من قال كيف يصيب عذاب الظالمين من ليس بظالم؛ لأنه بهٰذا التقرير لا يأمن أن يصير ظالمًا فيعذب بظلمه، آه. (۱)

میری توجیہ کے یہ الفاظ ہیں کہ جس طرح مواضع طاعت میں نور ہوتا ہے اور نور حاصل ہوتا ہے طاعات پر، اسی طرح مواضع معصیت میں ظلمت ہوتی ہے اور وہ ظلمت حاصل ہوتی ہے معاصی پر تو ایسے مواضع سے تلبس سبب ہوسکتا ہے قساوت وغفلت ومعصیت کا اور اس پر نزول عذاب مرتب ہوسکتا ہے اور بکاء وخشیت اس اثر سے مانع ہو جاتا ہے، پس یہ اصابت متلبسین کو اپنے اعمال سے مسبب ہوگی، نہ کہ ان کے اعمال سے۔

ولعل هٰذا العنوان أسهل فكان فی قوله عليه السلام: "إن يصيبكم مثل ما أصابهم" دون أن يقول: "يصيبكم ما أصابهم" إشارة واضحة إلٰی ذلک. واللّٰه أعلم

اشرف علی، ۶ رمحرم ۱۳۵۶ھ (النور ص ۸ ربیع الثانی ۵۷ھ) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۴۴۵-۴۴۷)

چارپائی پر نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: چارپائی پر نماز کا جواز بکراہت ہے، یا بلا کراہت؟ اور کراہت تنزیہی ہے، یا تحریمی؟ اس کے متعلق جو تفصیل ہو، اس سے مطلع فرمائیں۔

(۱) فتح الباری، باب الصلاة فی مواضع الخسف والعذاب: ۱/۶۸۷، مكتبة دار السلام، انیس

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ

چار پائی پر نماز پڑھنا خلاف اولیٰ ہے، فإن الأفضل أن یصلی علیٰ مایشاء به الأرض. یہ اس وقت ہے جب کہ پلنگ خوب کسا ہوا ہو، ورنہ نماز کی صحت میں ہی شبہ رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۰/ ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ (امداد الاحکام: ۱۷۶/۲-۱۷۷)

مسجد کے در میں تنہا یا چند آدمی کا نماز پڑھنا:

سوال: مسجد کے در میں تنہا، یا چند آدمی مل کر اقتدا کریں تو یہ صحیح ہے، یا مکروہ؟ اور کس درجہ کا مکروہ ہوگا؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

تنہا در میں کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے، دو آدمی ہوں تو مضائقہ نہیں ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد نور الحسن غفرلہ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۳۰۷/۲)

منبر کی سیڑھی پر سجدہ کرنے کا حکم:

سوال: ایک مسجد میں امام کے خطبہ پڑھنے کا جو منبر ہے، اس کی ایک سیڑھی کچھ زیادہ آگے کو ہے، جس کی وجہ سے جو صف اول نمازیوں کی ہوتی ہے، اس میں دو نمازیوں کو سجدہ اسی سیڑھی کے اوپر کرنا پڑتا ہے اور یہ سیڑھی فرش مسجد سے پانچ گرہ اونچی ہے، اگر مجبوری ہے تو صرف اسی قدر ہے کہ ایسی صورت میں اندر کے در میں بجائے تین صف کے دو صف ہوتی ہیں اور اگر منبر کے سامنے جو سیڑھی ہے اسی قدر جگہ کو چھوڑ دی جائے تو صفیں تو ضرور تین ہو جاویں گی؛ لیکن درمیان میں دو نمازیوں کی جگہ خالی رہتی ہے اور سلسلہ صف شکستہ ہوتا ہے، اور یہ بات نہیں ہے کہ مسجد میں گنجائش نہیں ہے؛ بلکہ ضرورت سے زیادہ گنجائش ہے، لہذا اندریں صورت ان دو نمازیوں کی نماز صحیح ہوتی ہے اور جائز ہے، یا کیا صورت ہے؟

---

(۱) والأصح ماروی أبی حنیفة أنه قال: أکره أن یقوم بین الساریتین أوفی زاویة أو فی ناحیة المسجد أوإلیٰ ساریة؛ لأنه خلاف عمل الأمة. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۳۱۰/۲) (۵۶۸/۱، دارالفکر بیروت، انیس)

أبوهریرة قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: وسطوا الإمام وسددوا الخلل. (سنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، باب مقام الإمام من الصف: ۹۹/۱، مکتبة رشیدیة دهلی، رقم الحدیث: ۶۸۱، انیس)

حدثنی أبوهریرة قال: سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول: وسطوا الإمام وسدوا الثلم لا یتخللها الشیطان وضعوا نعالکم بین أقدامکم. (المعجم الأوسط، من إسمه عبداللّٰه، رقم الحدیث: ۴۴۰۷، انیس)

"والاصطفاف بین الأسطوانین غیرمکروه؛ لأنه صف فی حق کل فریق". (مبسوط للسرخسی: ۳۵/۲) (شروط الجمعة، دارالمعرفة بیروت، انیس)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

ایک بالشت اونچی سیڑھی پر سجدہ جائز ہے اور وہ سیڑھی پانچ گرہ ہے؛ اس لیے نماز جائز نہیں ہوتی۔

فی العالمکیریة (ص: ٤٤/ج: ١):إذا کان موضع السجود ارفع من موضع القدمین بقدر لبنة أو لبنتین منصوبتین جاز وإن زاد لم یجز، کذا فی الزاهدی وحد اللبنة ربع ذراع، کذا فی السراج الوهاج.(۱)

اور بلا ضرورت صف میں جگہ چھوڑنا بھی مکروہ ہے؛ اس لیے اندر دو صف باندھی جائیں۔

کتبہ الاحقر عبدالکریم عفی عنہ، ۸/ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ، الجواب صحیح ظفر احمد عفا اللہ عنہ۔ (امداد الاحکام: ۲/۱۶۹-۱۷۰)

مغصوبہ زمین پر نماز پڑھنا:

سوال: کسی سے غصب کی ہوئی زمین پر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

مکروہ ہے؛ مگر فریضہ ادا ہو جائے گا۔ (کذا فی شرح المسلم لمولانا نظام الملة والدین)(۲)

(مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحیٰ اردو: ۲۲۶)

☆ ☆ ☆

(۱) الفتاویٰ الهندیة،الفصل الأول فی فرائض الصلاة: ۷۰/۱،دار الفکر بیروت،انیس

(۲) ونظیر هذا الصلاة فی الأرض المغصوبة مجزئة مسقطة للقضاء ولکن لا ثواب له فیها کذا قاله جمهور أصحابنا.(مرقاة المفاتیح،باب الکهانة: ۲۹۰۵/۷،دار الفکر بیروت،انیس)

نمازی کے سامنے تصویر، یا قبر کا ہونا

ایسے جائے نماز پر نماز کا مکروہ ہونا جس میں مقام سجدہ پر جاندار کی تصویر ہو:

سوال: اگر کسی سجادہ پر سجدہ کی جگہ تصویر انسانی، یا حیوانی ہو، مذہب امام شافعی وحنفی کے علماء اس پر نماز کا حکم دیتے ہیں، یا نہیں؟ ہر دو مذہب کے مسئلہ کے حل سے بحدیث صحیح و بآیات قرآنیہ، یا بہ نص پورے طور سے واضح وخلاصہ تحریر فرماویں کہ اس سجادہ پر نماز درست، یا مکروہ، یا واجب جو کچھ حل حرمت سے ہو، بنظر عنایت رحمت آگاہی بخشیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

فی الدرالمختار، مکروهات الصلاة: وأن يكون فوق رأسه أوبين يديه أو بحذائه يمنة أويسرة أومحل سجوده تمثال، إلخ. (۱)

وفيه أولها: (أی فی الدرالمختار أول المكروهات) وكره هٰذه تعم التنزيهية التی مرجعها خلاف الأولٰی فالفارق الدليل فإن نهيا ظنی الثبوت و لاصارف فتحريمية وإلا فتنزيهية. (۲)

اس روایت سے ثابت ہوا کہ صورت مسئولہ میں نماز مکروہ ہوگی اور کراہت بھی تحریمی ہوگی، جو حکم حرام میں ہے اور میرے پاس مذہب شافعیؒ کی کتاب نہیں ہے۔

۲۷ ر شوال ۱۳۳۱ھ (تتمہ ثانیہ، ص: ۸۱) (امداد الفتاویٰ جدید: ۴۳۹/۱ـ۴۴۰)

تصویر والے مقام میں نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے:

سوال: جس گھر میں تصویر ہو، اس میں نماز مکروہ ہے، اب اس کا اعادہ واجب ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــ باسم ملهم الصواب

تصویر والے مقام میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اس کا اعادہ واجب ہے۔

فی مكروهات الصلاة من التنوير: وليس ثوب فيه تماثيل وأن يكون فوق رأسه أوبين يديه

(۱) الدرالمختار مع ردالمحتار، باب الكراهة: ۳٦٠/۲، مكتبة دار الكتاب، انيس

(۲) الدرالمختار مع ردالمحتار: ٦٣٨/۱ـ٦٣٩ (باب الكراهة: ۳٥٠/۲، مكتبة دار الكتاب، انيس)

أوبحذائه تمثال واختلف فيما إذاكان خلفه والأظهرالكراهة.(۱)

وفي قضاء الفوائت من الشامية عن البحر:ان من ترک واجبا من واجباتها أوارتكب مكروهًا تحريميًا لزمه وجوبا، أن يعيد في الوقت فإن خرج إثم ولايجب جبرالنقصان بعده فلو فعل فهوأفضل،آه، وبعد أسطر:وأما كونها واجبة في الوقت مندوبة بعده كما فهمه في البحر وتبعه الشارح فلادليل عليه وقد نقل الخيرالرملي في حاشية البحرعن خط العلامة المقدسي أن ما ذكره في البحر يجب أن لايعتمد عليه لاطلاق قولهم كل صلاة أديت مع الكراهة سبيلها الاعادة،آه، قلت: أي لأنه يشمل وجوبها في الوقت وبعده أي بناء على أن الاعادة لا يختص بالوقت وظاهره ماقدمناه عن شرح التحرير ترجيحه وقد علمت أيضا ترجيح القول بالوجوب فيكون المرجح وجوب الإعادة في الوقت وبعده ويشيرإليه ما قدمناه عن الميزان من قوله يجب عليه الاعادة وهو اتيان مثل الأول ذاتا مع صفة الكمال أي كمال مانقصه منها وذلک يعم وجوب الاتيان بها كاملة في الوقت وبعده كما مر،ثم هٰذا حيث كان النقصان بكراهة تحريم لما في مكروهات الصلاة من فتح القدير:أن الحق التفصيل بين كون تلک الكراهة كراهة تحريم فتجب الإعادة أوتنزيه فتستحب،آه، أي تستحب في الوقت وبعده أيضاً.(ردالمحتار: ۶۷۹/۱)

وفي الهداية في مكروهات الصلاة: ويكره أن يكون فوق رأسه في السقف أوبين يديه أو بحذائه تصاويرأوصورة معلقة (إلىٰ قوله)والصلاة جائزة في جميع ذلک لاستجماع شرائطها وتعاد علىٰ وجه غيرمكروه وهٰذا الحكم في الكل صلاة أديت مع الكراهة.وفي الفتح:(وقوله وتعاد)صرح بلفظ الوجوب الشيخ قوام الدين الكاكي في شرح المنار ولفظ الخبرالمذكور أعني قوله وتعاد يفيده أيضًا علىٰ ماعرف والحق التفصيل بين كون تلک الكراهة كراهة تحريم فتجب الإعادة أوتنزيه فتستجب فإن كراهة التحريم في رتبة الواجب فإن الظني إن أفاد المنع بدلالة قطعية أعني بطريق الحقيقة مجرد عن القرائن الصارفة عنه فالثابت كراهة التحريم وإن أفاد الزام الفعل كذلک فالوجوب وإن أفاد ندب لمنع فتنزيهيية أوالفعل فالمندوب ولذا كان لازمهما معنى واحدًا وهو ترتب الإثم بترک مقتضاهما.(۲) فقط واللّٰه تعالىٰ أعلم

۱۳/ربیع الاول ۱۳۹۰ھ (احسن الفتاویٰ:۳/۴۲۷-۴۲۸)

---

(۱) رد المحتار،باب الكراهة: ۳۶۰/۲،دارالكتاب ديوبند،انيس

(۲) فتح القدير،باب الكراهة: ۴۲۸/۱،مكتبة زكرياديوبند،انيس

نماز پڑھنے والے کے سامنے اگر کوئی صاف تصویر ہو تو:

سوال: کسی چیز گھڑی وغیرہ پر تصویر ہے اور وہ نمازی کے سامنے رکھی ہے تو نماز ہو جاوے گی، یا مکروہ ہوگی؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

اگر ایسی تصویر ہے کہ معلوم ہوتی ہے تو نماز مکروہ ہوگی اور اگر ایسی چھوٹی ہے، جیسے مچھر مکھی کہ کپڑے پر ہونے سے معلوم نہیں ہوتی تو مکروہ نہیں۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص: ۵۷)(باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۷۷)

نمازی کا عکس شیشے میں نظر آنے کا حکم:

سوال: مسجد میں سامنے دیوار کے پاس الماریاں رکھی ہوتی ہیں، جن میں قرآن شریف رکھے جاتے ہیں اور الماریوں میں شیشے لگے ہوئے ہیں، جو شخص صف میں ان کی محاذات میں ہوتا ہے، اس کا عکس نظر آتا ہے، ایسا عکس نہیں جیسا کہ منہ دیکھنے کے آئینہ میں نظر آتا ہے؛ بلکہ ایسا عکس ہے جیسا کہ پانی میں نظر آتا ہے، سوال یہ ہے کہ ایسا عکس نماز میں کراہت پیدا کرتا ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اگر نماز میں اس کی طرف توجہ جاتی ہو اور یکسوئی میں مخل ہو تو ایسا شیشہ لگانا مکروہ ہے، ورنہ فی نفسہ اس میں کوئی کراہت نہیں، جیسا کہ مصلی کا سایہ بحالت نماز سامنے پڑھنا موجب کراہت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۹؍رجب ۱۳۸۷ھ (احسن الفتاویٰ: ۳/ ۴۱۲-۴۱۳)

مصلی کے پس پشت تصویر کا ہونا:

سوال: اگر مصلی کے سر پر یا پسِ پشت تصویر ہو تو نماز مکروہ ہوگی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

مکروہ ہوگی۔

---

(۱) عن أبی طلحة أنه قال: إن رسول اللّٰه صلی علیه وسلم قال: إن الملائکة لاتدخل بیتاً فیه صورة. (الصحیح لمسلم، باب لاتدخل الملائکة بیتاً، رقم الحدیث: ۲۱۰۶/ صحیح البخاری، باب من کره القعود علی الصورة، رقم الحدیث: ۵۹۵۸/ سنن أبی داؤد، باب فی الصور، رقم الحدیث: ۴۱۵۵/ مسند أبی یعلی الموصلی، أول مسند ابن عباس، رقم الحدیث: ۲۴۲۹، انیس)

رسائل الارکان میں ہے:

قال فی الهداية: أشدها كراهة أن يكون إمام المصلى، ثم من فوق رأسه، ثم يمنيه ثم شماله، ثم خلفه، إنتهىٰ. (۱) (مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحیٔ اردو: ۲۰۶)

جس فرش پر جوتا پہن کر چلتے ہیں اس پر نماز پڑھنے کا حکم:

سوال (۱) ایک کمرہ ہے، وہاں زمین پر فرش بچھا ہوا ہے، لوگ ہر قسم کے آتے ہیں اور جوتا پہن کر فرش پر چلتے ہیں اس جگہ پر نماز پڑھ سکتے ہیں، یا نہیں؟ اگر پڑھ سکتے ہیں تو کس طرح؟

جس کاغذ پر تصویر ہو اس پر نماز کا حکم:

(۲) اخبار بچھا کر نماز پڑھ سکتے ہیں، یا نہیں؟ جب کہ اس اخبار میں تصویر موجود ہے۔

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

(۱) جائے نماز، یا کوئی پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ (۲)

(۲) ایسا اخبار یا کاغذ بچھا سکتے ہیں، جس میں سامنے رخ پر تصویر نہ ہو۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد نظام الدین (امیر شریعت بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ) (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۴۱۶/۲-۴۱۷)

نماز میں ذی روح چیز کی تصویر پاؤں تلے رکھنا:

سوال: جناب مفتی صاحب! اگر کوئی شخص کسی جاندار کی تصویر سے منقش مصلی پر نماز پڑھ رہا ہو اور پاؤں اس تصویر پر رکھے ہوں تو اس شخص کی نماز کا کیا حکم ہے؟ کیا نماز مکروہ ہو جائے گی، یا نہیں؟

---

(۱) الهداية فی شرح بداية المبتدی، فصل ويكره للمصلی، الخ: ٦٥/١، دار إحياء التراث العربی بيروت، انيس

(۲) قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أتانی جبرئيل فقال لی أتيتک البارحة فلم يمنعنی أن أكون دخلت إلا أنه كان على الباب تماثيل وكان فی البيت قدام ستر فيه تماثيل وكان فی البيت كلب فمر برأس والتماثيل الذی فی البيت يقطع فيصر كهيأة الشجرة ومر بالستر فليقطع إلخ. (أبوداؤد، كتاب اللباس: ٥٧٣/٢، مكتبة رشيدية دهلی، انيس)

(هی) ستة (طهارة بدنة) ... (من حدث) ... وخبث) ... (وثوبه) ... (ومكانه) أی موضع قدميه أو إحداهما إن رفع الأخرىٰ وموضع سجوده اتفاقا فی الأصح لا موضع يديه وركبتيه على الظاهر إلا إذا سجد على كفه كما سيجیء.. (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، باب شروط الصلاة: ٤٠٢/١، مكتبة دار الفكر، انيس)

(۳) ولبس ثوب فيه تماثيل) ذی روح، وأن يكون فوق رأسه أو بين يديه أو (بحذائه) يمنة أويسرة أو محل سجوده (تمثال)... (و) لا يكره (لو كانت تحت قدميه). (الدر المختار، باب مكروهات الصلاة: ٤١٦/٢-٤١٧)

الجواب

جس کمرے میں کسی ذی روح (جاندار) کی تصویر آویزاں ہو تو وہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے، چاہے تصویر سامنے ہو، یا پیچھے، دائیں ہو، یا بائیں، فقہاء کرام نے اس کراہت کی وجہ صنم پرستی سے مشابہ اور تعظیم بیان کی ہے؛ لیکن اگر کسی مصلی پر جاندار کی تصویر اس طرح بنی ہو کہ اس پر پاؤں رکھے جاتے ہوں تو ایسے مصلی پر نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے؛ اس لیے کہ اس عمل سے اس تصویر کی تذلیل ہوتی ہے، نہ کہ تعظیم بیان کی ہے؛ لیکن اگر کسی مصلی پر جاندار کی تصویر اس طرح بنی ہو کہ اس پر پاؤں رکھے جاتے ہوں تو ایسے مصلی پر نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے؛ اس لیے کہ اس عمل سے اس تصویر کی تذلیل ہوتی ہے، نہ کہ تعظیم کرنے سے منع کیا ہے۔

لما قال العلامة المرغيناني: ولا بأس بأن يصلى علىٰ بساط فيه تصاوير؛ لأن فيه استهانة بالصور ولا يسجد على التصاوير؛ لأنه يشبه عبادة الصورة وأطلق الكراهية في الأصل؛ لأن المصلى معظم ويكره أن يكون فوق رأسه في السقف وبين يديه أو بحذائه تصاوير أو صورة معلقة، إلخ. (۱) (فتاویٰ حقانیہ: ۳/۲۵۱-۲۶۱)

جس صف پر صلیب کی تصویر ہو اس پر نماز پڑھنا اور اس کو منبر پر بچھانا:

سوال: مسجد کے فرش پر صلیب کی تصویر موجود ہے تو اس پر نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟ اور اس کو ممبر پر بچھا کر خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب

حامدًا مصليًا، الجواب وبالله التوفيق: جو تصویریں اس قدر چھوٹی ہوں کہ اگر وہ زمین پر پڑی ہوں اور کھڑے آدمی کو تصویر دکھائی نہ دے تو ایسے فرش کو گھر میں بچھانا مکروہ نہیں؛ لیکن جو فرش محل اہانت میں نہ ہو، جیسے مصلے و جانمازیں تو یہ تصویردار جائز نہیں، لما فی الھدایۃ۔ (۲) لہٰذا اگر چھوٹی تصویر ہو اور پیروں کے نیچے روندی جاتی ہو تو مکروہ نہیں۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم (مرغوب الفتاوی: ۲/۲۴۴)

---

(۱) **الهداية، باب مايفسد الصلوٰة ومايكره: ۱/۱۴۲، مكتبة ياسر نديم، انيس**

(۲) **وفي المصلى أطلق الكراهة في المبسوط؛ لأن المصلى معظم(...وأطلق الكراهة في الأصل؛ لأن المصلى معظم. (الهداية، فصل في مكروهات الصلاة: ۱/۱۴۲، مكتبة ياسر نديم، انيس)**

(۳) **"وإن كانت الصور على البسط والوسائد الصغار وهي تداس بالأرجل لاتكره لما فيه من إهانتها". (بدائع الصنائع، فصل في شرائط الأركان: ۱/۱۱۶، دار الكتب العلمية بيروت، انيس) (ردالمحتار، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۲/۳۶۰، مكتبة دار الكتاب، انيس)**

نماز میں کسی بزرگ کی قبر کا نقشہ سامنے ہونا:

سوال: اگر کاغذ پر کسی ولی اللہ کی قبر کا نقشہ ہو، اس کو سامنے رکھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ حالاں کہ نیت تقرب الی ولی اللہ نہیں ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــ باسم ملهم الصواب

قال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: وقال في الحلية: وتكره الصلاة عليه (أي على القبر) **وإليه لورود النهي عن ذلك.** (رد المحتار: ۱/۸٤٦)(۱)

وفي الدر: أولغير ذي روح لايكره؛ لأنها لا تعبد.

وفي الشامية: فإن قيل عبد الشمس والقمر والكواكب والشجرة الخضراء؟ قلنا: عُبِد عينُه لا تمثاله، فعلىٰ هٰذا ينبغي أن يكره استقبال عين هٰذه الأشياء، معراج، أي لأنها عين ما عبد بخلاف مالوصورها واستقبل صورتها عن هٰذه الأشياء، أي لأنها عين ما عبد، بخلاف مالوصورها واستقبل صورتها. (۲)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ اگر چہ قبر کا نمازی کے سامنے ہونا مکروہ ہے؛ لیکن قبر کے نقشہ کا سامنے ہونا مضر نہیں؛ کیوں کہ قبر کے نقشہ کی کوئی پرستش نہیں کرتا، البتہ اگر کسی قوم میں رسم ہو تو اس میں بھی کراہت ثابت ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۷/ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ (احسن الفتاویٰ: ۳/۴۳۱-۴۳۲)

قبر سامنے ہوتے ہوئے نماز پڑھنا کس صورت میں مکروہ ہے:

سوال: ایک عالی شان قبہ ہے، جس میں متعدد قبریں لکڑی کی جالی دار کٹھروں کے اندر موجود ہیں، اس قبہ کے برابر لائن میں دائیں طرف مسجد ہے اور بائیں طرف دوسرا قبہ ہے اور ان تینوں کے آگے ایک بڑا صحن ہے، جو تقریباً ایک جریب ہے، جس کو مسجد کا حکم ہے، آیا مسجد کے برابر والے صحن کو امام چھوڑ کر درمیانی قبہ (جس کا دروازہ کھلا ہوا ہے) کے تھوڑے شمال کی طرف کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا ہے اور صفیں سارے صحن کی لمبائی پر بنائی جاتی ہیں، کیا اس حالت میں امام اور مقتدیوں کی نماز جائزہ ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــ

صورت مذکورہ میں اس شرط کے ساتھ نماز جائز ہے کہ یا تو قبروں اور نماز کی صفوں کے درمیان کوئی دیوار، یا بند شدہ

(۱-۲) ردالمحتار، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها: ۲/۳٦۱، مكتبة دار الكتاب، انيس

کواڑ وغیرہ حائل ہوں اور یا اتنا فاصلہ ان قبروں اور نمازکی صفوں میں ہو کہ جب نمازی خشوع کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نظر ان قبروں پر نہ پہنچے۔خشوع کی تفسیر یہ ہے کہ حالت قیام میں نظر سجدہ کی جگہ پر رکھے اور حالت رکوع میں پشت قدم پر اور حالت قعود میں زانوں کی جڑ پر اور اگر نہ کوئی دیوار یا کوئی کواڑ حائل ہوں او نہ اتنا فاصلہ ہے تو ان قبروں کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

الدليل عليه ماذكره الطحاوی فی حاشيته علٰی مراقی الفلاح حيث قال:وفی القهستانی عن جنائز المضمرات:لا تكره الصلاة إلٰی جهة القبرإلا إذا كان بين يديه بحيث لو صلٰی صلاة الخاشعين وقع بصره عليه.(۱)

وما فی العالمغيرية:إن كانت القبورماوراء المصلی لايكره فإنه إن كان بينه وبين القبر مقدارمالوكان فی الصلاة ويمرإنسان لايكره،انتهٰی.(۲)

وما فی خزانة الروايات فی مقيد المستفيدين من الحاوی:سئل أبونصرعن ذلک فقال:إن كان القبر وراء المصلی لايكره فإنه إن كان بينه وبين القبورمقدار مالومرإنسان بين يديه لايكره، فكذا هنا والحد الفاصل موضع سجوده،انتهٰی.

وصرح فی الخلاصة من كتاب الصلاة بجوازالصلاة إليها إذا كان هناک حائل مثل الجدار وغيره. (امداد المفتین:۲/۲۹۷-۲۹۸)

مزار کے مقابل نماز پڑھنا کیسا ہے:

سوال: زید نے ایک مسجد تعمیر کی،اس مسجد کے وسط صحن میں ایک مزار ہے،جس کا نقشہ منسلک ہے،اگر کوئی شخص مزار کے مقابل نماز پڑھے،جائز ہے،یا نہیں؟

الجواب

قبر کے سامنے نماز فرض اور نفل پڑھنا مکروہ ہے؛اس لیے مناسب یہ ہے کہ ایسے موقع پر اگر قبر واقع ہو،جیسا کہ اس صورت موجودہ میں ہے تو اس قبر کا نشان مٹادیا جائے،پس جب کہ نشان قبر فرش مسجد میں نہ رہے گا تو نماز میں کچھ کراہت نہ ہوگی اور اگر نشان قبر نہ مٹایا جاوے گا تو پھر قبر کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے،اس کا علاج اور بندوبست ایسا کیا جائے کہ قبر کے ہر طرف ایک کٹہرا بنادیا جائے تو پھر بھی کراہت مرتفع ہوجاوے گی۔(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۹۳)

(۱) الطحطاوی علی مراقی الفلاح،ص:۳۵۷،مكتبة دار الكتاب،انيس

(۲) الفتاوىٰ الهندية،كتاب الصلاة،باب الكراهة:۱/۱۰۷،مكتبة زكرياديوبند، انيس

(۳) وكذا تكره فی أماكن كفوق كعبة،الخ ، ومقبرة.(الدر المختار) ==

مسجد کے مغربی گوشہ میں دیوار کے باہر قبریں ہوں تو اس سے نقصان نہیں:

سوال: ایک مسجد کے مغربی گوشہ کے سوا تمام اطراف میں قبریں بنی ہوئی ہیں تو مغربی گوشہ میں قبریں تیار ہو سکتی ہیں، یا نہیں؟ اور کیا مسجد کی دیوار جو حائل ہے، کافی ہے، یا نہیں؟

الجواب

اس گوشۂ مغربی میں اگر قبور کی جائیں تو نماز میں کراہت نہ ہوگی؛ کیوں کہ دیوار مغربی مسجد حائل کافی ہے۔

قال فی شرح المنية: لابأس فی الصلاة فی المقبرة إذا كان فيها موضع أعد للصلاة وليس فيه قبر وهٰذا لأن الكراهة معللة بالتشبه بأهل الكتاب وهو منتف فيما كان على الصفة المذكورة، إلخ. (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۰۶/۴-۱۰۷)

مقبرہ میں نماز کا حکم:

سوال: مقبرہ میں نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر مقبرہ میں کوئی جگہ صاف اور ستھری نماز کے لیے ہو اور اس میں نجاست اور قبر نہ ہو اور آگے نمازی کے بسوئے قبلہ کوئی قبر نہ ہو تو نماز جائز ہے بلا کراہت تحریمہ اور اگر سامنے قبر ہو، یا خود اس جگہ قبر ہو، جہاں نماز پڑھتا ہے تو مکروہ تحریمی ہے۔

شامی میں ہے:

ولابأس بالصلاة فيها إذا كان فيها موضع أعد للصلاة وليس فيه قبر ولانجاسة كما فی الخانية ولاقبلته إلٰى قبر، إلخ. (۲)

اور لفظ لابأس سے اس قدر ضرور معلوم ہوتا ہے کہ مقبرہ میں نماز پڑھنا اچھا نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۴۵/۴-۱۴۶)

== (كتاب الصلاة، مطلب فی إعراب كائناً ماكان: ٤٢/٢، مكتبة زكريا، انيس)

واختلف فی علته، فقيل: لأن فيها عظام الموتٰى وصديدهم وهو نجس، وفيه نظر، وقيل: لأن أصل عبادة الأصنام اتخاذ قبور الصالحين مساجد، وقيل: لأنه تشبه باليهود، وعليه مشٰى فی الخانية، ولابأس بالصلاة فيها إذا كان فيها موضع أعد للصلاة وليس فيه قبر ولانجاسة ولاقبلة إلٰى قبر. (ردالمحتار، كتاب الصلاة: ٣٥٢/١، ظفير) (مطلب فی إعراب كائناً ماكان: ٤٣/٢، مكتبة زكريا، انيس)

(۱) غنية المستملی، ص: ٣٥٠، ظفير (فصل فی صفة الصلاة، ص: ٣١٥، مكتبة دار الكتاب، ديوبند، انيس)

(۲) رد المحتار، كتاب الصلاة: ٣٥٣/١، ظفير) (مطلب فی إعراب كائناً ماكان: ٤٣/٢، مكتبة زكريا، انيس)

اگر مسجد میں قبر ہو تو نماز کا حکم:

سوال: ہمارے محلے کی مسجد میں ایک پرانی قبر ہے، کبھی کبھی بعض لوگ قبر کے بالکل سامنے کھڑے ہو کر نمازیں پڑھتے ہیں، کیا ان لوگوں کی نمازیں درست ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ

قبر کے سامنے نماز پڑھنا (چاہے فرض ہو، یا نفل) مکرہ ہے،(۱) البتہ اگر قبر کے سامنے کوئی دیوار وغیرہ ہو تو پھر اس میں کوئی کراہت نہیں؛ تاہم اس صورت میں قبر پرستی کی تہمت سے بچنے کے لیے وہاں نماز نہ پڑھی جائے، جب کہ مسجد کے دوسرے حصوں میں نماز بلا کراہت جائز ہے۔

لما قال العلامة الحصكفي: وكذا تكره في أماكن كفوق كعبة... ومقبرة.

قال ابن عابدين: واختلف في علته فقيل: لأن فيها عظام الموتىٰ وصديد هم وهو نجس وفيه نظر، قيل: لأن أصل عبادة الأصنام اتخاذ قبور الصالحين مساجد وقيل؛ لأنه تشبه باليهود وعليه شئ في الخانية ولا بأس بالصلاة فيها إذا كان فيها موضع أعد للصلاة وليس فيه قبر ولا نجاسة إلىٰ قبر. (۲) (فتاویٰ حقانیہ: ۲۰۳/۳)

---

(۱) عن عائشة وعبدالله بن عباس قالا: لما نزل برسول الله صلى الله عليه وسلم طفق يطرح خميصة له على وجهه فإذا اغتم بها كشفها عن وجهه وهو كذلك، لعنة الله على اليهود على اليهود والنصارىٰ اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد يحذر ما صنعوا. (صحيح البخارى، باب الصلاة في البيعة، رقم الحديث: ٤٣٥)

لما كان اليهود والنصارىٰ يسجدون لقبور الأنبياء تعظيما لشأنهم ويجعلونها قبلة ويتوجهون في الصلاة نحوها فاتخذوها أوثانا لعنهم ومنع المسلمين عن مثل ذلك. (شرح المشكاة للطيبى، باب المساجد ومواضع الصلاة: ٩٣٧/٣، مكتبة نزار مصطفى الباز، انيس)

تنبيه: قال في مجمع البحار وحديث لعن الله اليهود والنصارىٰ اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد كانوا يجعلونها قبلة يسجدون إليها في الصلاة كالوثن، وأما من اتخذ مسجدا في جوار صالح أو صلى في مقبره قاصدا به الاستظهار بروحه أو وصول أثر من آثار عبادته إليه لا التوجه نحوه والتعظيم له فلاحرج فيه، الخ. (تحفة الأحوذى، باب ماجاء في كراهية أن يتخذ على القبر، الخ: ٢٢٦/٢، دارالكتب العلمية بيروت، انيس)

(۲) ردالمحتار، كتاب الصلاة، قبل باب الأذان، انيس

قال العلامة حسن بن عمار الشرنبلالي: وتكره الصلاة في المقبرة وأمثالها قال الطحطاوى: (تحت قوله في المقبرة)؛ لأنه تشبه باليهود والنصارىٰ وفي زاد الفقير وتكره الصلاة في المقبرة إلا أن يكون فيها موضع أعد للصلاة لانجاسة فيه ولاقذر فيه، قال الحلبي: لأن الكراهة معللة بالتشبة وهومنتف حينئذ. وفي القهستاني عن جنائز المضمرات: لا تكره الصلاة إلى جهة القبر إلا إذا كان بين يديه بحيث لوصلىٰ صلاة الخاشعين وقع بصره عليه. (حاشية الطحطاوى على مراقي الفلاح، باب مكروهات الصلاة، ص: ٣٥٧، مكتبة زكريا، دار الكتاب، انيس)

قبروں کے سامنے نماز:

سوال: عیدگاہ میں قبریں ہیں، ان کے سامنے نماز ادا کرنا کیسا ہے؟ کیا انہیں توڑ دیا جائے، تقریباً چالیس سال سے ہیں، کیا عیدگاہ کی جگہ فروخت کر کے کشادہ جگہ خریدی جا سکتی ہے؟

هو المصوب

قبروں سے ہٹ کر نماز ادا کرنی چاہیے، اگر قبروں کے سامنے ادا کریں گے تو نماز مع الکراہت درست ہوگی،(۱) قبروں کو توڑا نہیں جا سکتا ہے، نیز اگر مذکور زمین وقف ہے تو اسے فروخت بھی نہیں کیا جائے گا، چہار دیواری سے صرف قبروں کو گھیر دینے سے کراہت ختم ہو جائے گی۔

تحریر: محمد طارق ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۴۵۱)

☆ ☆ ☆

---

(۱) وفی الحاوی وإن کانت القبورماوراء المصلی لایکره فإنه إن کا بینه وبین القبرمقدارما لوکان فی الصلاة ویمرإنسان لایکره فهٰهنا أیضا لایکره(الفتاوٰی الهندیة، کتاب الصلاة،باب الکراهة: ۱۰۷/۱ ،مکتبة زکریا،انیس)

وروی أن عمر رضی اللّٰه عنه رأی رجلا یصلی باللیل إلی قبر فناداه القبر القبر فظن الرجل أنه یقول:القمر القمر فجعل ینظر إلی السماء، فمازال به حتی تنبه،فعلی هذا تجوز الصلاة وتکره.(بدائع الصنائع،فصل شرائط أرکان الصلاة: ۱۱۵/۱ ،دارالکتب العلمیة بیروت،انیس)

ریشمی کپڑا، یا سونا پہن کر نماز پڑھنے کا حکم

طلائی یا ریشمی کپڑوں میں نماز درست ہے، یا نہیں:

سوال: جس کلاہ یا ٹوپی پر سچے یا جھوٹے طلاء کا کام ہو، اس کے ساتھ نماز پڑھنی، یا پڑھانی، یا کسی ٹسری اور ریشمی کپڑے کے ساتھ نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب ______________________

اگر چار انگشت سے زیادہ کام ہو تو استعمال اس کا ناجائز ہے اور نماز اس کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے، ایسا ہی حکم ہے ریشمی کپڑے کا۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیو بند: ۱۱۰/۴)

ریشمی کپڑوں میں نماز پڑھنا کیسا ہے:

سوال: ریشمی کپڑا پہن کر، یا بچھا کر اس پر نماز پڑھنے سے نماز ادا ہو جاتی ہے، یا اعادہ واجب ہے؟ ایک اہل علم کا بیان ہے کہ نماز تو ہو جاتی ہے؛ لیکن وہ شخص گنہگار رہے، جیسے کوئی مرد طلائی، یا زائد از مقدار شرعیہ نقرئی انگوٹھی، یا اور کوئی زیور پہن کر نماز پڑھے گا تو نماز ادا ہو جائے گی؛ لیکن اس ناجائز استعمال کا گناہ اس کے سر رہے گا۔ اسی طرح اگر کوئی لباس، یا پاجامہ وغیرہ ٹخنہ سے نیچے ہو تو ایسے شخص کی نماز ادا ہوگی، یا نہیں؟ نیز ریشمی کپڑے والے، یا دراز پاجامہ والے جیسے اہل عرب وغیرہ جبہ، یا عبا وغیرہ اتنا دراز پہنتے ہیں کہ زمین سے لگتا ہے، یا زیور پوش، یا داڑھی صفا کی امامت درست ہے، یا نہیں؟ اور اس علم کے بعد مقتدیوں کو اپنی نماز لوٹانا ہوگی، یا نہیں؟ خاص کر ایسی صورت میں نماز جمعہ وعیدین کی اعادہ کی کیا صورت ہوگی، جب کہ بہت سے لوگ سلام کے بعد منتشر ہو جاتے ہیں؟

(۱) یحرم لبس الحریر، إلخ، علی الرجل لا المرأة إلا قدر أربع أصابع. (الدرالمختار علیٰ هامش ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة فصل فی اللبس: ۳۰۸/۵، ظفیر)

عن عبد الرحمن بن أبی لیلیٰ أنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول: لا تلبسوا الحریر ولا الدیباج ولا تشربوا فی آنیة الذهب والفضة ولا تأکلوا فی صحافها فإنها لهم فی الدنیا ولنا فی الآخرة. (صحیح البخاری، باب الأکل فی إناء مفضض، رقم الحدیث: ۵۴۲۶/ صحیح لمسلم، باب تحریم استعمال إناء الذهب والفضة، رقم الحدیث: ۲۰۶۷، انیس)

الجواب

ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے، پس نماز جو ریشمی کپڑا پہن کر پڑھی جائے، مکروہ واجب الاعادہ ہوگی، (۱) اوراس پر نماز پڑھنا بچھا کر، اس کو فقہا نے جائز لکھا ہے۔

كما في رد المحتار: بخلاف الصلاة على السجادة منه: أي من الحرير؛ لأن الحرام هو اللبس دون الانتفاع، إلخ. (۲)

پھر اس میں حموی سے روایت کراہت بھی نقل کی ہے، اگرچہ اس کو مرجوح کہا ہے، بہرحال احتیاط ترک صلوٰۃ علی الحریر میں ہے؛ لیکن اگر پڑھے تو اعادہ واجب نہ ہوگا اور جس کا لباس خلاف شرع ہو، یا داڑھی محلوق ہو تو امامت اس کی مکروہ ہے بوجہ فاسق ہونے امام کے۔

اور درمختار میں ہے: **صلّى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة، إلخ، أفاد أن الصلاة خلفها أولى من الانفراد، إلخ.** (ردالمحتار) (۳)

اور نماز جمعہ وعیدین میں ترک واجب سے سجدۂ سہو کا حکم نہ کرنا (۴) مقتضی اس کو ہے کہ اعادہ اس کا بصورت مذکورہ لازم نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۲۶/۴-۱۲۷)

ریشمی کپڑے میں پڑھی ہوئی نماز ہوئی، یا نہیں:

سوال: بلاضرورت شرعی ریشمی کپڑا پہنے ہوئے مرد کو نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، یا مکروہ تنزیہی؟ اور برتقدیر اول اعادہ نماز کا واجب ہوگا، یا نہیں؟

---

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من لبس الحرير في الدنيا لم يلبسه في الآخرة. (صحيح البخاري، باب لبس الحرير وافتراشه للرجال: ٨٦٧/٢، مكتبة رشيدية دهلي، انيس)

لأن الصلاة في الحرير مكروهة للرجال. (شرح الحموي على الأشباه والنظائر، ص: ١٩٧، ظفير)

(۲) في الدر المنتقى: ولا تكره الصلاة على سجادة من الإبريسم؛ لأن الحرام هو اللبس أما الانتفاع بسائر الوجوه فليس بحرام، كما في صلاة الجواهر. (رد المحتار: ٣٢/٥، ظفير) (كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس: ٥١٠/٩، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

عن حذيفة قال: نهى النبي صلى الله عليه وسلم أن نشرب في آنية الذهب والفضة وأن نأكل فيها وعن لبس الحرير والديباج وأن نجلس عليه. (صحيح البخاري، باب افتراش الحرير: ٨٦٨/٢، مكتبة رشيدية، انيس)

(۳) ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ٥٢٥/١، ظفير

(۴) والسهو في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة و التطوع سواء والمختار عند المتأخرين: عدمه في الأوليين. (الدر المختار على هامش ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب سجود السهو: ٧٠٥/١، ظفير)

الجواب ______________________

بظاہر مکروہ تحریمی ہے اور اعادہ واجب ہے۔(۱)

کما قالوا بإعادة صلاة صليت فى ثوب فيه صورة.قال فى رد المحتار:ويؤيده ماصرحوا به من وجوب الإعادة بالصلاة فى ثوب فيه صورة بمنزلة من يصلى وهوحامل صنم،إلخ.(۲)

شرح حموی میں ہے:

"لأن الصلاة فى الحرير مكروهة للرجال".(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۳۹/۴)

ریشمی ازار بند کے ساتھ نماز درست ہے، یا نہیں:

سوال: ریشمی کپڑا امرد کو حرام ہے، اور نماز اس سے مکروہ ہے۔(غایۃ الاوطار، جلد اول، صفحہ:۱۹۰) لیکن فتاویٰ ہندیہ جلد چہارم میں لکھا ہے کہ: "اگر ریشم کے ساتھ نماز پڑھے تو جائز ہے، مکروہ نہ ہوگی؛ لیکن پہننے والا گناہ کا مرتکب ہوگا"۔(۴)

الجواب ______________________

یہ تو ظاہر ہے کہ ریشمی کپڑا امرد کو پہننا حرام ہے اور اس کے ساتھ نماز بھی مکروہ ہوگی،(۵) اور فتاویٰ ہندیہ میں غالباً جواز نماز بلا کراہت اس لیے لکھا ہے کہ تکہ ریشم کا عندالبعض جائز ہے۔

كذا فى الدرالمختار:"وتكره التكة منه أى من الديباج هوالصحيح،وقيل لابأس به"إلخ.(۶)

وفى الشامى عن التتارخانية:ولا تكره تكة الحرير؛لأنها لاتلبس وحدهاوفى شرح الجامع الصغير لبعض المشائخ:لابأس بتكة الحريرللرجال عندأبى حنيفة وذكر صدرالشهيد أنه يكره عندهما.(۷)

(۱) أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :إنما يلبس الحريرفى الدنيا من لاخلاق له فى الآخرة.(صحيح البخارى،باب لبس الحرير:۸٦٧/۲،مكتبة رشيدية دهلى،انيس)

(۲) رد المحتار ،باب صفة الصلاة،مطلب واجبات الصلاة:۳٦۰/۲،مكتبة زكرياديوبند،انيس

(۳) شرح الحموى على الأشباه والنظائر،ص:۱۹۷

(۴) فى جامع الفتاوىٰ عن محمد بن سلمة:من صلى من تكة إبريشم جاز وهو مسيء،كذا فى التتارخانية.(الفتاوىٰ الهندية،الباب التاسع فى اللبس:۳۳۲/۵،دارالفكر بيروت،انيس)

(۵) لأن الصلاة فى الحرير مكروهة للرجال بخلاف الصلاة فى الثوب النجس فإنها غيرصحيحة. (الأشباه والنظائر، الفن الثانى،كتاب الصلاة،ص:۱۹۷، ظفير)

(۶) ردالمحتار،كتاب الحظروالإباحة،فصل فى اللبس:۵۰۹/۹،مكتبة زكريا،انيس

(۷) ردالمحتار،كتاب الحظروالإباحة،فصل فى اللبس: ۳۱۰/۵،ظفير

اس روایت سے ایک وجہ تطبیق بھی معلوم ہوگئی کہ صاحب غایۃ الاوطار نے صاحبین کے قول کو لیا ہو اور فتاویٰ ہندیہ میں امام صاحب کے قول کو اختیار کیا ہو، اس کے علاوہ غایۃ الاوطار میں ریشم کے کپڑے کو لکھا ہے تکہ سے بحث نہیں کی، تکہ کمر بند ہے، اس کی کراہت میں اختلاف ہے، کما مر۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۱۳۲-۱۳۳)

ریشمی لباس میں نماز مکروہ ہے:

سوال: اگر مرد سونا، یا ریشم پہن کر نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی، یا نہیں؟ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ہفتم ہشتم ص:۲۳۵ میں درج ہے کہ ”سونا اور ریشم پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور نماز واجب الاعادہ ہے“ اس بارے میں اپنی تحقیق تحریر فرمائیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــ باسم ملهم الصواب

نماز ہو جائے گی۔

قال في الشامية: وستر عورته ولو بما لا يحل لبسه كثوب حرير وإن أثم بلا عذر كالصلاة في الأرض المغصوبة.(۱)

مگر حالت ارتکاب کبیرہ میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، نیز کراہت کی یہ وجہ بھی ہے کہ یہ متکبرین اور فساق کا لباس ہے، لہٰذا یہ نماز واجب الاعادہ ہے۔

لما في مكروهات الصلاة من الهداية: والصلاة جائزة في جميع ذلك لاستجماع شرائطها وتعاد على وجه غير مكروه وهذا الحكم في كل صلاة أديت مع الكراهة.(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۲ رشوال ۱۳۸۷ھ (احسن الفتاویٰ:۳/۴۱۳)

ریشمی کپڑے سے نماز پڑھنا:

سوال: ریشمی پارچہ سے نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــ

ریشمی کپڑے سے نماز ہو جاتی ہے؛ مگر سخت گنہگار ہوتا ہے اور عورت کو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(تالیفات رشیدیہ ۲۸۴)

---

(۱) ردالمحتار، مطلب في ستر العورة: ۲/۳۲۲، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

(۲) فتح القدير، باب الكراهة: ۱/۴۲۹، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

(۳) قال: أخبرني أنس بن مالك أنه رأى على أم كلثوم بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم برد حرير سيراء.(صحيح البخاري، باب الحرير للنساء: ۲/۸۶۸، مكتبة رشيدية، انيس)

ریشم اور سونا پہن کر نماز ہوتی ہے، یا نہیں:

سوال: اگر کوئی شخص بلا عذر ریشم اور سونا پہن کر نماز پڑھے تو اس کی نماز ہوگی، یا نہیں؟ بعض احباب کا خیال ہے کہ سونا اور ریشم مردوں کو پہننا حرام ہے؛ لیکن اگر پہن کر نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی۔ یہ صحیح ہے، یا نہیں؟

الجواب

ریشمی کپڑا اور سونا بیشک مردوں کے لیے حرام ہے اور نماز جو ان سے پڑھی گئی، وہ صحیح ہے؛ مگر ظاہر ہے کہ استعمال ریشم اور سونے کا مردوں کو ہر وقت حرام ہے تو نماز میں بھی حرام ہے؛ مگر چوں کہ وہ دونوں نجس نہیں ہیں؛ اس لیے نماز ہو گئی۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۱۴۷/۴)

سونا پہن کر نماز ادا کرنا:

سوال: ایک اہم مسئلہ آپ کی خدمت میں لکھنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ سونے کی انگوٹھی پہن کر نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟ سونا چوں کہ مردوں کے حرام ہے اور حرام چیز پہن کر نماز پڑھنا کہاں تک جائز ہے؟

الجواب

نماز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری ہے، جو شخص عین حاضر کی حالت میں بھی فعل حرام کا مرتکب ہو اور حق تعالیٰ شانہ کے احکام کو توڑنے پر مصر ہو، خود ہی سوچ لیجئے کہ کیا اس کو قرب و رضا کی دولت میسر آئے گی۔ الغرض سونا، یا کوئی اور حرام چیز پہن کر نماز پڑھنا درست نہیں، اگرچہ نماز کا فرض ادا ہو جائے گا۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۵۵۰/۳)

ریشم یا سونا، پہن کر اور بغیر داڑھی کے نماز پڑھنا:

سوال: میں سنا ہے کہ ریشمی کپڑا اور سونا مرد پر حرام ہیں اور اگر کوئی شخص ان کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اس شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی، کیا یہ بات درست ہے؟ کیوں کہ داڑھی منڈاوانا بھی حرام ہے، کیا بغیر داڑھی کے نماز قبول ہو سکتی ہے؟

---

(۱) عن البراء بن عازب قال: نهانا النبي صلى الله عليه وسلم عن سبع: نهانا عن خاتم الذهب -أوقال-حلقة الذهب وعن الحرير والاستبرق والديباج والميثرة الحمراء والقسي وآنية الفضة ،إلخ. (صحيح البخاري،باب خواتيم الذهب: ۸۷۱/۲،مكتبة زكريا رشيدية دهلي،رقم الحديث: ۵۸۶۳،انيس)

لأن الصلاة في الحرير مكروهة للرجال. (شرح الحموي على الأشباه والنظائر،ص: ۱۹۷، ظفير)

(۲) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب و الفضة والحرير والديباج هي لهم في الدنيا ولكم في الآخرة. (صحيح البخاري،باب لبس الحرير: ۸۶۷/۲،مكتبة رشيدية،انيس)

ويكره للمصلي كل ما هو أخلاق الجبابرة عموماً؛لأن الصلاة مقام التواضع والتذلل والخشوع وهوينا في التكبر والتجبر. (الحلبي الكبير،ص: ۳۴۸،طبع: سهيل اكادمي لاهور)

الجواب

یہ تمام امور ناجائز اور گناہ کبیرہ ہیں،(۱) اور جو شخص عین نماز کی حالت میں خدا کی نافرمانی کرتا ہو، اس کو ظاہر ہے کہ نماز کا پورا ثواب نہیں ملے گا، خصوصاً جب کہ اس اس نافرمانی پر ندامت بھی نہ ہو،(۲) نماز تو ہو جائے گی؛ مگر مرد کو سونے کی انگوٹھی اور ریشم پہننا حرام ہے۔(۳) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۵۵۰/۳-۵۵۱)

(۱) فی الصحیحین أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: من لبس الحریر فی الدنیا لم یلبسہ فی الآخرۃ وھذا عام فی الجند وغیرھم لقولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: حرم لبس الحریر والذھب علی ذکور أمتی وعن حذیفۃ بن الیمان رضی اللّٰہ عنہ قال: نھانا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم أن نشرب فی آنیۃ الذھب والفضۃ وأن نأکل فیھا وعن لبس الحریر والدیباج وأن نجلس علیہ أخرجہ البخاری، فمن استحل لبس الحریر من الرجال فھو کافر وإنما رخص فیہ الشارع صلی اللّٰہ علیہ وسلم لمن بہ حکۃ أو جرب أو غیرہ وللمقاتلین عند لقاء العدو وأما لبس الحریر للزینۃ فی حق الرجال فحرام بإجماع المسلمین سواء کان قباء أو قبطیا أو کلوثۃ وکذلک إذا کان الأکثر حریرا کان حراما وکذلک الذھب لبسہ حرام علی الرجال سواء کان خاتما أو حیاصۃ أو سقط سیف حرام لبسہ وعملہ وقد رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ید رجل خاتما من ذھب فنزعہ. (الکبائر للذھبی، الکبیرۃ السادسۃ والمخمسون لبس الحریر والذھب للرجال: ۲۱۷/۱، دار الندوۃ الجدیدۃ بیروت، انیس)

الکبیرۃ الخامسۃ بعد المائۃ: لبس الذکر أو الخنثی البالغ العاقل الحریر الصرف أو الذی أکثرہ حریر وزنا لا ظھورا من غیر عذر، کدفع قمل أو حکۃ. (الزواجر عن اقتراب الکبائر، باب اللباس، الکبیرۃ الخامسۃ بعد المائۃ: ۲۵۲/۱، دار الفکر بیروت، انیس)

اعلم أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نظر إلی عادات العجم وتعمقاتھم فی الاطمئنان بلذات الدنیا فحرم رؤوسھا وأصولھا وکرہ مادون ذلک لأنہ علم أن ذلک مفض إلی نسیان الدار الآخرۃ مستلزم للإکثار من طلب الدنیا. وفمن تلک الرؤوس اللباس الفاخر فإن ذلک أکبر ھمھم وأعظم فخرھم والبحث عنہ من وجوہ: ... ومنھا الجنس المستغرب الناعم من الثیاب، قال صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من لبس الحریر فی الدنیا لم یلبسہ یوم القیامۃ، وسرہ مثل ما ذکرنا فی الخمر، ونھی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن لبس الحریر والدیباج وعن لبس القسی والمیاثر والأرجوان ورخص فی موضع إصبعین أو ثلاثۃ لأنہ لیس من باب اللباس وربما تقع الحاجۃ إلی ذلک ورخص للزبیر وعبدالرحمن بن عوف فی لبس الحریر لحکمۃ بھما لأنہ لم یقصد حینئذ بہ الإرفاہ وإنما قصد الاستشفاء. (حجۃ اللّٰہ البالغۃ، اللباس والزینۃ والأوانی ونحوھا: ۲۹٤/۲، دار الجیل بیروت، انیس)

(۲) عن أبی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم أنہ نھٰی عن خاتم الذھب. (صحیح البخاری، باب خواتیم الذھب: ۸۷۱/۲، مکتبۃ رشیدیۃ، دھلی، انیس)

ویکرہ للمصلی کل ماھو من أخلاق الجبابرۃ عمومًا؛ لأن الصلاۃ مقام التواضع والتذلل والخشوع وھو ینافی التکبر والتجبر. (الحلبی الکبیر، فصل فی صفۃ الصلاۃ، ص: ۳۰۳، مکتبۃ دار الکتاب، انیس)

(۳) (قولہ: وکرہ، إلخ) لأن النص حرم الذھب والحریر علیٰ ذکور الأمۃ بلا قید البلوغ، إلخ. (ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحۃ: ۵۲۲/۹، مکتبۃ زکریا دیوبند، انیس)

گو عورت کو سونا اور ریشم پہننا حرام نہیں ہے۔

مرد کو سونا پہن کر نماز ادا کرنا:

سوال: سونا پہننا مرد پر حرام ہے؛ لیکن اگر مرد سونا پہن کر نماز پڑھتا ہے تو کیا اس کی نماز ادا ہوگئی، یا نہیں؟

الجواب

فقہی فتوے کی رو سے تو نماز ادا ہو جائے گی؛ (۱) لیکن جو شخص عین اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کے موقع پر حرام کا ارتکاب کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوں گے، یا ناراض؟ اس کو خود سوچ لیجئے۔ (۲)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۵۵۱/۳)

سونے کے دانت لگوا کر نماز پڑھنا:

سوال: اگر کسی شخص نے سونے کا دانت لگوایا ہے تو کیا اس سے نماز ہو جاتی ہے؟ کیا سونے کا دانت لگوانا جائز ہے؟

الجواب

سونے کا دانت لگانا جائز ہے، نماز ہو جائے گی۔ (۳) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۵۵۱/۳)

---

(۱) قال: ولو أن رجلا صلى فى الحرير أو الديباج فصلاته جائزة إذا كان طاهرا غير أن لبسه حرام. (النتف فى الفتاوىٰ للسغدى، اللباس المكروه: ۲۴۹/۱، دارالفرقان بيروت، انيس)

(۲) عن علي رضي اللّٰه عنه أن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم أخذ حريراً فجعله فى يمينه فأخذ ذهبا فجعله فى شماله ثم قال. أن هٰذين حرام علىٰ ذكور أمتي. (رواه أحمد}(مشكوٰة المصابيح، باب الحاتم، ص: ۳۷۸، مكتبة فيصل ديوبند) / مسند الإمام أحمد، ومن مسند على بن أبى طالب رضى اللّٰه عنه، رقم الحديث: ۹۳۵ / مصنف ابن أبى شيبة، فى لبس الحرير وكراهية لبسه، رقم الحديث: ۲۴۶۵۹، انيس)

(۳) عن عبد الرحمن بن طرفة أن جده عرفجة بن أسعد، قطع أنفه يوم الكلاب فاتخذ أنفاً من ورق فأنتن عليه فأمره النبى صلى اللّٰه عليه وسلم أن يتخذ أنفاً من ذهب. (سنن الترمذى، باب ماجاء فى ربط الأسنان بالذهب، رقم الحديث: ۴۲۳۲ / سنن النسائى، من أصيب أنفه هل يتخذ أنفا من ذهب، رقم الحديث: ۵۱۶۱ / مسند أبى يعلى الموصلى، مسند عرفجة بن أسعد، رقم الحديث: ۱۵۰۱ / شرح معانى الآثار، باب الرجل يتحرك سنه هل يشدها بالذهب أم لا، رقم الحديث: ۶۷۴۵ / صحيح ابن حبان، كتاب الزينة والتطيب، رقم الحديث: ۵۴۶۲ / مسند أبى داؤد الطيالسى، عرفجة بن أسعد عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم، رقم الحديث: ۱۳۵۴ / مسند بن الجعد، حديث أبى الأشهب، رقم الحديث: ۳۱۴۳ / مصنف ابن أبى شيبة، فى شدالأسنان بالذهب، رقم الحديث: ۲۵۲۶۴ / مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث عرفجة بن أسعد، رقم الحديث: ۱۹۰۰۶، انيس)

إذا جدع أنفه أو أذنه أو سقط سنه فأراد أن يتخذ سنا آخر، فعند الإمام يتخذ ذلك من الفضة فقط. وعند محمد من الذهب أيضًا. (رد المحتار، كتاب الحظرو الإباحة، فصل فى اللبس: ۵۲۱/۹، انيس)

سونے کا چھلّہ پہن کر نماز مکروہ ہے:

سوال: سونے کا چھلہ پہن کر نماز پڑھنے سے نماز ہوتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

سونے کی انگوٹھی اور چھلّہ پہننا مردوں کو حرام ہے۔

کما فی الحدیث: "نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن خاتم الذهب". {الحدیث}(۱)

پس جب کہ سونے کا چھلہ پہننا ہر وقت مردوں کو حرام ہے، نماز میں بھی حرام ہے اور نماز بکراہت ادا ہوجاتی ہے؛ یعنی نماز ہوجاتی ہے؛ مگر مکروہ ہے۔(۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۳۴/۴)

☆ ☆ ☆

(۱) صحیح لمسلم، باب المیاثر الحمر، رقم الحدیث: ۳٦٦٤، انیس

عن علی رضی الله عنه قال: "نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن لبس القسی والمعصفر وعن تختم الذهب" إلخ. {رواه مسلم} (مشکوٰة المصابیح، باب الخاتم، ص: ۳۷۸، ظفیر)

(۲) لأن الصلاة فی الحریر مکروهة للرجال. (شرح الحموی علی الأشباه والنظائر، ص: ۱۹۷، ظفیر)

ٹوپی کے بغیر، یا کہنی کھول کر نماز پڑھنا

صرف بنیان ونیم آستین صدریہ کے ساتھ نماز مکروہ ہے:

سوال: بنیان، یا نیم آستین صدری سے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۲) رومال سے پیٹ، یا پیٹھ چھپا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

بنیان، یا نیم آستین؛ بلکہ پوری آستین کی بھی صدری پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، اسی طرح رومال وغیرہ سے پیٹ اور پیٹھ چھپا کر پڑھنا بھی مکروہ ہے، کمافی عامة کتب الفقه وتكره الصلاة فی ثیاب البذلة. (۱) البتہ اگر کسی کے پاس دوسرا کپڑا موجود نہ ہو تو بلا کراہت نماز درست ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (امداد المفتین: ۲/۲۹۷)

حقہ پی کر نماز پڑھنا:

سوال (۱) حقہ پی کر یا کوئی بدبودار چیز استعمال کرے، ایسی حالت میں نماز مکروہ ہے، یا نہیں؟

گنجی پہن کر، یا رومال اوڑھ کر نماز پڑھنے کا حکم:

(۲) صرف گنجی، یا رومال اوڑھ کر پڑھنا مکروہ ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

(۱) بہتر نہیں ہے؛ مگر نماز ہو جائے گی۔ (۲)

---

(۱) وتكره فی ثیاب البذلة، وفی الغاية: قال فی الحاوی: ويستحب له أن يلبس من أحسن ثيابه وصالحها عند الصلاة ويتعمم. (تبيين الحقائق، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۱/۱٦٢، المطبعة الكبرىٰ الأميرية بولاق، انيس)

عن نافع قال: رآني ابن عمر وأنا أصلي في ثوب واحد فقال: ألم أكسك؟ قلت: بلى، قال: فلو بعثتك كنت تذهب هكذا؟ قلت: لا، قال: فاللّٰه أحق أن يتزين له، ثم قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا صلى أحدكم في ثوب فيلشده على حقوه ولا تشتملوا كاشتمال اليهود. (سنن البيهقي الكبرىٰ، باب ما يستحب للرجل أن يصلي فيه من الثياب، رقم الحديث: ۳۲۷۲، انيس)

(۲) مکروہ ہے۔ ==

(۲) مکروہ ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد نور الحسن غفرلہ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۳۰۷)

بلاضرورت بنیان، یا میل خوری میں جن کی آستینیں مرفقین تک ہوں نماز پڑھنا مکروہ ہے:

سوال: بنیان یا میل خوری جن کی آستینیں مرفقین تک ہو، یا اس سے کچھ اوپر فقط اس کو پہن کر نماز ادا کرنا مکروہ ہے، یا نہیں؟

الجواب

مکروہ ہے، جب کہ اس کے پاس اور کپڑے بھی ہوں؛ کیوں کہ اس کو پہن کر آدمی محافل وسوق میں نہیں جا سکتا عادۃً، نیز مرفقین کا کھولنا خود مکروہ ہے۔(۲)

۱۷/رجب ۱۳۴۷ھ۔(امداد الاحکام:۲/۱۷۵)

بغیر ضرورت کے صرف بنیان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے:

سوال: گنجی (بنیان) جو آج کل نہایت کثرت سے لوگ پہنتے ہیں، مثل نیمہ کے کہنی کے اوپر ہوتا ہے، اس کو پہن کر نماز بلا کراہت جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

جس شخص کے پاس کُرتہ نہ ہو اس کی نماز گنجی (بنیان) پہن کر بلا کراہۃ درست ہے اور جس کے پاس آستین والا کرتا ہو، اس کی نماز گنجی پہن کر بکراہت درست ہے؛ کیوں کہ نماز میں کہنیوں کا بلا عذر کھولنا مکروہ ہے، نیز عادۃ صرف بنیان پہن کر مجالسِ عامہ میں جانا معیوب سمجھا جاتا ہے تو صاحبِ استطاعت کو ایسے لباس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے، جس کو پہن کر مجالسِ عامہ میں وہ نہ جا سکے۔(۳) واللہ اعلم

۲۲/ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ۔(امداد الاحکام:۲/۱۶۸-۱۶۹)

== عن أبی هريرة قال: وجد النبی صلی اللّٰه عليه وسلم ريح ثوم فی المسجد،فقال: من أكل من هٰذه الشجرة الخبيثة فلا يقربن مسجدنا.(مسند الإمام أحمد،رقم الحديث:۹۷۹۲،انيس)

(و) كره تحريمًا...وأكل نحو ثوم ،ويمنع منه، وكذاكل مؤذ ولوبلسانه.(الدرالمختارعلٰی هامش ردالمحتار:۲/۴۲۸ - ۴۳۶)(باب الكراهة،مطلب فی الغرس فی المسجد:۲/۴۳۵،مكتبة زكريا،انيس)

(۱) وكره (كفه) ... (وصلاته فی ثيابه بذلة) يلبسهافی بيته (ومهنه) أی خدمة، أن له غيرها و إلا لا.(الدر المحتار:۲/۴۰۶-۴۰۷)(باب الكراهة،مطلب فی الكراهة التحريمية والتنزيهية:۲/۴۰۷،مكتبة زكريا،انيس)

(۲) قال اللّٰه تعالٰی:﴿يٰبنی اٰدم خذوزينتكم عند كل مسجد﴾(سورةالأعراف:۳۱،انيس)

(۳) عن أبی هريرة أنه سائلاً سأل رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم عن الصلاة فی ثوب واحد ==

کھلی ہوئی کہنیوں سے نماز پڑھنا:

سوال: آستین چڑھا کر نماز پڑھنے سے نماز میں کوئی خلل ہوتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر کہنیاں کھلی ہوئی ہوں تو باتفاق مکروہ ہے اور اس سے کم میں خلاف ہے۔(۱)

وهو المراد من قول الحلبي في شرح المنية حيث قال: ويكره أيضاً أن يكف ثوبه وهو في الصلاة بعمل قليل بأن يرفعه من بين يديه أو من خلفه عند السجود أو يده فيها وهو مكفوف كما إذا دخل وهو مشمر الكم أو الذيل. (۲)

وقال الشامي: وقيد الكراهة في الخلاصة والمنية بأن يكون رافعاً كميه إلى المرفقين وظاهره أنه لايكره إلٰى مادونهما، قال في البحر: والظاهر الإطلاق لصدق كف الثوب على الكل. (ردالمحتار، كراهة الصلاة: ٤٣/١)(۳)(امداد المفتین:۲/۲۹۶-۲۹۷)

نیم آستین واسکٹ میں نماز پڑھنا:

سوال: آدھی بانہوں کی واسکٹ سے بھی نماز ہوسکتی ہے، یا مکروہ ہے؟

الجواب

فقط نیم آستین پہن کر؛ یعنی جب اس کے ساتھ کرتہ وغیرہ نہ ہو تو نماز مکروہ ہے، البتہ اگر کسی عذر سے ایسا کیا ہو تو پھر مضائقہ نہیں ہے۔(۴) واللہ اعلم

احقر عبدالکریم عفی عنہ ۱۴/ج ۲، ۱۳۴۵ھ، الجواب صحیح، ظفر احمد عفا عنہ، ۲۰/ج ۲، ۱۳۴۵ھ۔ (امداد الاحکام:۲/۱۷۷)

== فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أولكلكم ثوبان؟(صحيح البخاري، باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفا به: ٥٢/١، رقم الحديث: ٣٥٨، الصحيح لمسلم، باب الصلاة في ثوب واحد وصفة لبسه: ١٩٨/١، رقم الحديث: ٥١٥، مكتبة دار الكتاب/سنن أبي داؤد، باب جماع أثواب ما يصلى فيه، رقم الحديث: ٦٢٥، انيس)

(۱) عن هشام بن حسبان عن الحسن قال: أدركنا القوم وهم يسجدون علٰى عمائهم ويسجد أحدهم ويديه قميصه. (المصنف لعبد الرزاق، كتاب الصلاة، باب السجود على العمائم، رقم الحديث: ١٥٦٦، مكتبة زكريا، انيس)

(۲) الكبيرى، ص: ٣٠٣، مكتبة دار الكتاب، انيس

(۳) ردالمحتار، مطلب في الكراهة التحريمية والتنزيهية: ٤٠٧/٢، مكتبة زكريا، انيس

(۴) ولو صلٰى رافعاً كميه إلى المرفقين كره، كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (الفتاوىٰ الهندية، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة ومالايكره: ١٠٦/١، دار الفكر بيروت، انيس)

کھلی کہنی نماز مکروہ ہے:

سوال: اگر کہنیاں کھلی ہوں تو نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

نماز ہو جاتی ہے؛ مگر یہ امر خلاف سنت ہے اور مکروہ ہے؛ یعنی جب کہ کپڑا موجود ہو اور اگر نہ ہو تو کچھ کراہت نہیں ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۰۰/۴)

نماز میں کہنی کھلی رکھنی مناسب نہیں:

سوال: نماز میں آستین مونڈھوں تک چڑھانا کیسا ہے، نماز میں کچھ خلل تو نہیں آتا؟

الجواب

نماز ہو جاتی ہے؛ مگر یہ فعل اچھا نہیں۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۰۸/۴)

کھلی کہنی کے ساتھ نماز مکروہ ہے:

سوال: خالی گنجی پہن کر جس کی نصف آستین ہوتی ہے، نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب

نماز ہو جاتی ہے، (لیکن اگر کہنی کھلی ہو تو یہ مکروہ ہے)۔(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۲۳/۴)

---

(۱) ولو صلٰی رافعاً کمیه إلی المرفقین کره، کذا فی فتاوٰی قاضی خان (الفتاوٰی الهندیة، باب مایکره فی الصلاة ومالایکره: ۱/ ۱۰۶، دارالفکر بیروت، ظفیر)

(۲) وکره کفه أی رفعه لتراب کمشمر کم أو ذیل وعبثه به أی بثوبه. (الدرالمختار) (باب الکراهة، مطلب فی الکراهة التحریمیة والتنزیهیة: ۲/ ۴۰۷، مکتبة زکریا، دیوبند، انیس)

(قوله: کمشمر کم، إلخ) أی کما لو دخل فی الصلاة وهو مشمر کمه أو ذیله الخ لکن قال فی القنیة: واختلف فیمن صلی وقد شمر کمیه لعمل کان یعمله قبل الصلاة أو هیئة ذلک ومثله ما لو شمر للوضوء ثم عجل لإدراک الرکعة مع الإمام وإذا دخل فی الصلاة کذلک، وقلنا بالکراهة فهل الأفضل إرخاء کمیه فیها بعمل قلیل أو ترکهما لم أره والأظهر الأول إلخ وقید الکراهة فی الخلاصة والمنیة بأن یکون رافعاً کمیه إلی المرفقین. (الدرالمختار علٰی هامش ردالمحتار، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها: ۲/ ۴۰۷، مکتبة زکریا، دیوبند، ظفیر)

(۳) ولو صلٰی رافعاً کمیه إلی المرفقین کره. (الفتاویٰ الهندیة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکره فیها: ۱/ ۱۰۶، دارالفکر بیروت، ظفیر)

آستین چڑھا کرنماز پڑھنا مکروہ ہے:

سوال: اگر زید نماز اس طرح ادا کرتا ہے جو عادۃ خلاف ہے جیسے آستین چڑھی ہوئی ہو، یا گریبان کھلا ہوا ہو تو اس شخص کی نماز مکروہ تنزیہی ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

حالت صلوٰۃ میں اگر آستین چڑھی ہوئی ہو تو نماز مکروہ ہوگی اور اگر گلا کھلا ہوا ہو تو نماز مکروہ نہیں ہوگی۔(۱)

(کفایت المفتی:۳/۴۲۸)

آستین چڑھا کرنماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے:

سوال: زید نے وضو کرنے کے لیے آستین چڑھائی تھی، اب رکعت جانے کے خوف سے جلدی میں بغیر آستین اتارے جماعت میں شامل ہو گیا تو کیا زید کی نماز مکروہ ہوگی، یا نہیں؟ اگر مکروہ ہوگی تو تنزیہیہ؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

بلا وجہ آستین چڑھا کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر نماز سے پہلے کسی کام کے لیے یا وضو کے لیے آستینیں چڑھائی تھیں اور اسی طرح نماز شروع کردی، یا اس کی ہیئت ہی ایسی ہے تو اس کی کراہت میں اختلاف ہے، بہر صورت بہتر یہ ہے کہ نماز کے اندر ہی عمل قلیل سے آستینیں کھول کہ قال فی شرح التنوير: **وكره كفه أى رفعه ولو لتراب كمشمر كم أوذيل.**

وقال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: أى كما لو دخل فى الصلاة وهو مشمر كمه أوذيله وأشار بذلك إلىٰ أن الكراهة لايختص بالكف وهوفى الصلاة، كما أفاده فى شرح المنية، لكن قال فى القنية: والختلف فيمن صلىٰ قد شمر كميه لعمل كان يعمله قبل الصلاة أو هيئته ذلك، آه، ومثله مالوشمر للوضوء ثم عجل لإدراك الركعة مع الإمام وإذا دخل فى الصلاة كذلك وقلنا بالكراهة فهل الأفضل ارخاء كميه فيها بعمل قليل أوتركهما لم أره والأظهر الأول بدليل قوله الآتى ولوسقطت قلنسوته فاعادتها وفضل تأمل هٰذا وقيد الكراهة فى الخلاصة والمنية بأن يكون رافعًا كميه إلى المرفقين وظاهره أنه لايكره إلىٰ مادونهما قال فى

(۱) وكره كفه أى رفعه، ولو لتراب كمشمر كم أوذيل وعبثه به أى بثوبه. (الدرالمختار)

(قوله: كمشمر كم) أى كما لو دخل فى صلاة وهومشمر كم أوذيله. (ردالمحتار، باب ما يفسدالصلاة وما يكره فيها: ۲/۴۰۷، مكتبة زكرياديوبند، انيس)

البحر والظاهر الاطلاق لصدق كف الثوب لعى الكل،آه،سوكذا قال فى شرح المنية الكبير أن التفييد بالمرفقين إتفاقى، قال: وهٰذا لو شمرهما خارج الصلاة ثم شرع فيها كذلک إمام لو شمر وهو فيها تفسد؛لأنه عمل كثير .(رد المحتار: ۵۹۹/۱)(۱)

وقال أيضاً تحت (قوله:أى رفعه): وحرر الخير الرملى ما يفيد أن الكراهة فيه تحريمية. (رد المحتار: ۵۹۸/۱)(۲)فقط والله تعالىٰ أعلم

۱۹/محرم ۱۳۸۷ھ (احسن الفتاویٰ:۳/۴۰۶-۴۰۷)

کھلی ہوئی کہنیوں سے نماز پڑھنا:

سوال: آستین چڑھا کر نماز پڑھنے سے نماز میں کوئی خلل ہوتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر کہنیاں کھلی ہوئی ہوں تو باتفاق مکروہ ہے اور اس سے کم میں خلاف ہے۔

وهو المراد من قول الحلبى فى شرح المنية حيث قال:ويكره أيضاً أن يكف ثوبه وهو فى الصلاة بأن يرفعه من بين يديه أومن خلفه عند السجود أومده فيها وهومكفوف كما إذا دخل وهومشمرا لكم أوالذيل.(۳)

وقال الشامى:وقيد الكراهة فى الخلاصة والمنية بأن يكون رافعاً كميه إلى المرفقين وظاهره أنه لايكره إلىٰ مادونهما.قال فى البحر:والظاهر الإطلاق لصدق كف الثوب على الكل.(۴)

(امدادالمفتین:۲/۲۹۶،۲۹۷)

صرف پاجامہ پہن کر نماز مکروہ ہے:

سوال: بغیر کرتہ کے صرف پاجامہ، یا تہبند سے نماز کیسی ہوگی؟

الجواب

بغیر کرتہ کے صرف پاجامہ یا تہبند کے ساتھ نماز مکروہ ہے، كذا فى شرح المنية. (امدادالمفتین:۲/۲۹۷)

(۱) باب الكراهة،مطلب فى الكراهة التحريمية والتنزيهية:۴۰۷/۲،مكتبة زكريا،ديوبند،انیس

(۲) ردالمحتار،باب الكراهة:۴۰۶/۲،انیس

(۳) الكبيرى،ص:۳۰۳،مكتبة دارالكتاب،انیس

(۴) ردالمحتار،باب الكراهة،مطلب فى الكراهة التحريمية والتنزيهية: ۴۰۷/۲،مكتبة زكريا ديوبند،انیس

صرف بنیان پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے:

سوال: کرتے اور قمیص کی موجودگی میں بنیان سے کہنیاں ننگی کر کے نماز پڑھنا اور اس فعل کی ہمیشہ عادت ڈالنا کیسا ہے؟

الجواب

عن أسماء بنت يزيد قالت: كانت يدكم رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى الرسغ.(۱)

وكره كفه أي رفعه ولولتراب كشمر كم أوذيل،آه.(الدرالمختار على الشامية: ۴۴۹/۱)(۲)

قمیص کی بجائے بنیان پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، جب کہ کہنیاں کھلی ہوں، جیسا کہ جزئیہ بالا سے ظاہر ہے اور یہ شخص مشمر ذیل کے بھی مشابہ ہے، یہ دوسری وجہ کراہت ہے۔

وذكر في المغرب عن بعضهم أن الائتزار فوق المقيص من الكف،آه.(البحرالرائق: ۲۵/۲)(۳)

اور تیسری وجہ کراہت اس میں یہ ہے کہ ثیاب بذلہ کی تفسیر کے تحت داخل ہے۔

قال في البحر: وفسرها في شرح الوقاية بمايلبسه في بيته ولايذهب به إلى الأكابر. (البحر الرائق: ۲۷/۲)(۴)

اور چوتھی وجہ تکاسل ہے کہ نماز کو ایسی اہمیت نہیں دیتا جیسا کہ شریعت میں امر کیا گیا ہے۔ الحاصل صرف بنیان پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، مستحب یہ ہے کہ پورے تین کپڑوں میں نماز ادا کی جائے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفااللہ عنہ، نائب مفتی خیرالمدارس ملتان، ۱۳۸۳/۵/۲۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد عبداللہ عفااللہ عنہ، مفتی خیرالمدارس۔ (خیر الفتاویٰ: ۴۲۴/۲-۴۲۵)

صدری (فتوئی) میں نماز:

سوال: خواندن صلوٰۃ در صدری کہ در ملک پنجاب فتوحی (۵) گویند، باوجود جامہ دیگر، چہ حکم دارد؟

(۱) سنن الترمذي،باب ماجاء في القميص،رقم الحديث: ۱۷۶۵/سنن أبي داؤد،كتاب اللباس،باب ماجاء في القميص،دارالفكر، بيروت،انيس

(۲) باب الكراهية،مطلب في الكراهة التحريمية والتنزيهية: ۴۰۶/۲،مكتبة زكريا ديوبند،انيس

(۳) البحرالرائق، كتاب الصلاة،باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۴۲/۲،مكتبة زكريا ديوبند،انيس

(۴) البحرالرائق، كتاب الصلاة،باب مايكره الصلاة: ۴۴/۲،مكتبة زكريا ديوبند/ردالمحتار،باب الكراهية، مطلب في الكراهة التحريمية والتنزيهية: ۶۴۱/۱،دارالفكر بيروت،انيس

(۵) فتوحی: عربی، اسم مؤنث، صدری، بن آستینوں کی کمری، بن آستینوں کی مرزئی۔ ایک قسم کی جاکٹ کرتی۔ (فرہنگ آصفیہ، ==

الجواب

اگر از فتوحی سینہ و کمر و دوش و دست پوشیدہ شد، نماز دراں باوصف بودن پارچہ دیگر بلاکراہت ادا می شود، البتہ دیگر پارچہ افزودن ادب است، اگر درفتوحی موافق وافی ماند، کراہت تنزیہی خواہد بود۔(۱) فقط

(مجموعہ کلاں، ص:۱۳۶)(باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۷۵)

صرف ازار ورداپہن کر نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: ایک استفتاء کے متعلق مدرسہ سبحانیہ جو یہاں ایک مدرسہ ہے، اس کے مدرسین نے عجیب باتیں تحریر کی ہیں، سائل نے یہ سوال کیا کہ چادر اور لنگی پہن کر نماز پڑھنا باوجودیکہ پاجامہ وغیرہ موجود ہے تو امرا کے یہاں تو عمدہ لباس پہن کر جاویں اور خدا کے سامنے ردی لباس، یہ نہ ہونا چاہیے، جناب مولانا منیر الدین صاحب نے جو میرے مدرسہ میں ہیں، اس کا جواب تحریر فرمایا کہ یہ لباس فعل رسول ہے، جب کپڑا صاف ہو تو یہ ثیاب بذلہ جس کو فقہا نے مکروہ لکھا ہے، نہ ہوگا، ثیاب بذلہ وہی ہوگا جو ردی ہو جس میں بدبو وغیرہ موجود ہو، چادر اور لنگی جب صاف ہے تو یہ عمدہ لباس ہے، اس سے نماز مکروہ نہیں ہوسکتی۔ جناب مولانا محی الدین صاحب نے اس کی تصدیق کی، جس کو جناب مولانا منیر الدین صاحب نے تحریر فرمایا تھا اور مولانا ولایت حسین صاحب نے بھی اسی کی تصدیق کی کہ نماز مکروہ نہیں ہوسکتی، اس کا رد مدرسہ سبحانیہ کے مدرسین نے بڑے زور شور سے کیا، رد یہ تھا کہ فقہاء رحمہم اللہ نے ثیاب بذلہ کی عام تعریف کی ہے، وہ یہ ہے: **لایذهب بتلك الثياب إلى الأمراء**، جب عادت لوگوں کی اس طرح پر ہے کہ چادر اور لنگی پہن کر امراء کے پاس نہیں جاتے، معیوب سمجھتے ہیں تو بالضرور یہ ثیاب بذلہ ہوگا اور نماز مکروہ ہوگی اور ہر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جواز بلاکراہت پر استدلال کرنا جائز نہیں اور جہاں کہیں فقہ میں خدمت کا کپڑا ہو یا بدبو دار ہو، یہ لکھا ہے: وہ فرد ثیاب بذلہ ہے، تعریف عام وہی ہے جو "**لایذهب بتلك الثياب إلى الأمراء**" سے ثابت ہے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے متعلق کچھ تصریح کے ساتھ تحریر فرمائیں کہ "**لایذهب بتلك الثياب إلى الأمراء**" کا کیا مطلب ہے؟ محض رواج یا عادت سے لوگوں کی چادر اور لنگی ثیاب بذلہ میں جاوے گا اور نماز مکروہ

== مولوی سید احمد دہلوی، ص:۳۲۶ رج:۳) اس کو اردو اور ہندوستان کی عام زبان میں فتوئی کہتے ہیں۔(فرہنگ اصطلاحات پیشہ وراں، مرتبہ مولوی ظفر الرحمٰن صاحب دہلوی، ص:۱۴۸-۱۵۰، جلد دوم (دہلی:۱۹۴۰ء) [نور]

(۱) ترجمہ سوال: صدری میں جس کو پنجاب میں فتوحی کہتے ہیں، اس میں دوسرا کپڑا موجود ہوتے ہوئے، نماز پڑھنا کیسا ہے؟

ترجمہ جواب: اگر فتوئی سے سینہ، کمر کندھے اور ہاتھ چھپ جائے، تو دوسرا کپڑا موجود ہونے کے باوجود، اس میں بلاکراہت نماز ہو جائے گی؛ مگر دوسرے کپڑے کا اضافہ کر لینا ادب ہے اور اگر فتوئی ضرورت کے مطابق ہے تو اس میں نماز مکروہ تنزیہی ہوگی۔(ت:نور)

ہوگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لباس کو ہمیشہ پہنا، یا نہیں؟ پاجامہ وغیرہ یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، یا نہیں؟ یا صرف پسند فرمایا تھا؟

الجواب

میرے نزدیک محقق اس میں تفصیل ہے کہ جس شخص نے رداء وازار سے نماز پڑھی، آیا سنت سمجھ کر پڑھی ہے، یا لباس معتاد کے پہننے سے کسل کر کے پڑھی ہے، اول صورت میں کراہت نہیں؛ کیوں کہ ایسا شخص اس لباس سے دوسرے مجمع میں بھی بے تکلف چلا جاوے گا کہ وہ اس کو لباس محترم سمجھتا ہے اور دوسری صورت میں کراہت ہوگی کہ خود وہ لباس اس کی نظر میں غیر وقیع ہے، اس تفصیل سے متنازعین کے سب دلائل درست رہے اور نزاع لفظی ہوگیا، موضوع کے بدلنے سے محمول بدل گیا۔

اشرف علی، ۲۵/شعبان ۱۳۲۷ھ (تتمہ اولیٰ، ص: ۱۷) (امدادالفتاویٰ جدید: ۱/۴۲۷-۴۲۸)

آدھی آستین والی قمیص میں نماز پڑھنا:

سوال: آدھی آستین والی قمیص پہن کر، یا آدھی آستین چڑھا کر نماز پڑھنے سے نماز درست ہوگی، یا نہیں بغیر کسی مجبوری کے؟

الجواب

مکروہ ہے۔

اس مسئلہ سے متعلق تفصیل کے لیے حضرت والا دامت برکاتہم ہی کا مصدقہ، راقم مرتب کا فتویٰ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

سوال: اگر کوئی آدمی آستین چڑھا کر نماز پڑھے تو کیا یہ جائز ہے؟ کہنیاں کھلی ہوئی ہوں، یا نہ کھلی ہوئی ہوں، دونوں صورتوں میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کہنیاں کھلی ہوئی ہوں تو اس طرح نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اس سے کم ہو تو اس میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک مکروہ نہیں؛ کیوں کہ فقہی دلائل میں ''مرفقین'' کہنیوں تک'' کے الفاظ آئے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے کم ہو تو مکروہ نہیں۔

وفی الدرالمختار: "وكره كفه أي رفعه ولو لتراب كمشمر كم أو ذيل. (۱)

وفی الشامية: وقيدالكراهة فی الخلاصة والمنية بأن يكون رافعًا كميه إلى المرفقين وظاهره أنه لايكره إلى ما دونهما. (۲)

---

(۱) الدرالمختار: ۱/٦٤٠، طبع: ایچ ایم سعید

(۲) ردالمحتار، باب الكراهة، مطلب فی الكراهة التحريمية والتنزيهية: ۲/٤٠٧، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

اور بعض حضرات کے نزدیک یہ صورت بھی مکروہ ہے؛ کیوں کہ ان حضرات کے نزدیک آستین چڑھا کر نماز پڑھنا مطلقاً مکروہ ہے۔

وفي الشامية: وقيد الكراهة في الخلاصة والمنية بأن يكون رافعًا كميه إلى المرفقين وظاهره أنه لايكره إلى مادونهما، قال في البحر: والظاهر الاطلاق لصدق كف الثوب على الكل، آه، ونحوه في الحلية وكذا قال في شرح المنية الكبير: إن التقييد بالمرفقين إتفاقي، قال: وهٰذا لوشمرهما خارج الصلاة ثم شرع فيها كذلك. (۱)

وراجع أيضًا: خلاصۃ الفتاویٰ: ۱/۵۸، نیز دیکھئے: کفایت المفتی ۳/۴۲۸، طبع جدید دارالاشاعت، وامداد الاحکام: ۱/۵۶۱-۵۶۳، وامداد المفتیین: ۱/۳۴۱-۳۴۲۔

لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ بلاضرورت آستین چڑھا کر نماز نہ پڑھی جائے اور اگر پہلے سے وضو وغیرہ کے لیے آستین چڑھائی ہوئی ہوں تو بہتر یہ ہے کہ عمل قلیل سے نماز میں آستین نیچے کرلے، مثلاً کچھ رکوع، کچھ قومہ میں اور کچھ سجدہ میں نیچے کرلے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:　　بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۲۸/۷/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح:　　بندہ محمد محمود اشرف غفراللہ لہ، ۲۴/۷/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح:　　بندہ محمد عبدالرؤف سکھروی، ۲۶/۷/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح:　　بندہ محمد زبیر حق نواز، دارالعلوم کراچی ۱۴، ۲۳/۷/۱۴۲۳ھ)۔ واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۲۱/۲/۱۳۸۸ھ (فتویٰ نمبر: ۱۹/۲۳۲، الف) الجواب صحیح: بندہ محمد شفیع عفااللہ عنہ (فتاویٰ عثمانی: ۱/۴۶۲)

گھنڈی بٹن وغیرہ کھلے ہونے کی حالت میں نماز کے حکم کی تحقیق:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل ہیں!

(۱) کرتا اور اچکن کی گھنڈیاں، یا بوتام اور انگرکھہ کا بند کھول کر نماز پڑھنا، یا پڑھانا مکروہ ہے، یا نہیں؟

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام سے کرتا کی گھنڈی کھول کر نماز پڑھنا ثابت ہوا ہے، یا نہیں؟

(۳) بہشتی گوہر کے صفحہ: ۵۸، باب مکروہات نماز میں یہ مسئلہ ہے:

''حالت نماز میں کپڑے کا خلاف دستور پہننا؛ یعنی جو طریقہ اس کے پہننے کا ہو اور جس طریقہ سے اس کو اہل تہذیب پہنتے ہو، اس کے خلاف اس کا استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے''۔

(۱) ردالمحتار، كتاب الكراهية، مطلب في الكراهية والتحريمية والتنزيهية: ۲/۴۰۷، مكتبة زكريا، انيس

اس میں یہ صورت داخل ہوتی ہے، یا نہیں؟ کیوں کہ تمام مہذب لوگ گھنڈی اور بوتام لگانے اور بند باندھنے کو عملاً داخل تہذیب سمجھتے ہیں؟

الجواب

عن الثالث وهو يغني عن الجواب عن الأولين

اصل میں کراہت کا حکم سدل میں منقول ہے اور اس کی تفسیر ارسال ثوب بلا لبس معتاد ہے، کذا فی الدر المختار وحواشیہ، خواہ کل ثوب میں ہو، یا جزو میں مثل آستین وغیرہ، بعض نے اس میں توسع کر کے مطلق لبس غیر معتاد کو بھی اس میں داخل کر دیا، (۱) چناں چہ رد المختار میں ہے:

قال في الخزائن: بل ذكر أبو جعفر أنه لو أدخل يديه في كميه ولم يشد وسطه أو لم يزر إزاه فهو مسئ؛ لأنه يشبه السدل، آه. (۲)

عجب نہیں علم فقہ میں جو کہ اصل ہے بہشتی گوہر کی (جس کے انتخاب کی کیفیت اس کے خطبہ میں مذکور ہے، جس کی بنا پر مسئلہ کی نسبت میری طرف تام بھی نہیں) اس قول کو لے لیا ہو؛ لیکن خود شامی ہی نے اس قول کا رد بھی اس کے بعد ہی نقل کر دیا ہے۔

ونصه: قلت: لكن قال في الحلية: فيه نظر ظاهر بعد أن يكون تحته قميص أو نحوه مما يستر البدن، إلخ. (۱/ ٦٦٨ ـ ٦٦٩) (۳)

اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ عدم لبس معتاد سدل کی حقیقت نہیں، بلکہ ایک قید ہے اس کی حقیقت (یعنی ارسال) کی اور وجود قید مستلزم نہیں وجود مقید کو، نیز اس کا لبس غیر معتاد ہونا بھی مسلم نہیں، صدہا صلحا و متواضعین میں یہ معتاد ہے؛ اس لیے جتنی ناتمام نسبت اس مسئلہ کی میری طرف ہے، اس بنا پر میں اس سے رجوع کرتا ہوں۔

ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ۔ (ترجیح خامس، جلد: ۵/ص: ۱۴۸) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/ ۴۳۶-۴۳۷)

ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: ٹوپی کے اوپر دستار باندھی اور دستار کے پیچ کے درمیان سے ٹوپی نظر آوے؛ یعنی سر کی سطح اعلیٰ پر جو ٹوپی

(۱) عن معاوية بن قرة عن أبيه رضي الله تعالى عنه قال: أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في رهط من مزينة فبايعناه وإن قميصه لمطلق الأزرار. (سنن أبي داؤد، باب في حل الأزرار: ۲/ ۲۰۸، طبع: رشيدية، رقم الحديث: ٤٠٨٢، انيس

(۲) ردالمحتار، باب الكراهة، مطلب في الكراهة التحريمية والتنزيهية: ۲/ ٤٠٥، مكتبة زكريا، ديوبند، انيس

(۳) ردالمحتار، باب في الكراهة التحريمية والنزيهية: ۲/ ٤٠٥، مكتبة زكريا، ديوبند، انيس

ہے، وہ نظر آوے، اس صورت میں نماز مکروہ تحریمی ہوگی، یا نہ، یا کہ ننگے سر پر دستار باندھی اور سر کی سطح اعلیٰ دیکھی گئی نماز اس صورت میں مکروہ ہوگی؟ اس بارے میں بھی اختلاف بہت ہو رہا ہے، جواب باصواب ارقام فرماویں؟

الجواب

فی الدر المختار، مکروهات الصلاة: وصلاته حاسرًا أی کاشفاً رأسه للتکاسل ولا بأس به للتذلل وأما للإهانة بها فکفر ولو سقطت قلنسوته فإعادتها أفضل لا إذا حتاجت لتکویر أو عمل کثیر. (مع ردالمحتار: ۱/ ٦٧٠)(۱)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر ٹوپی نظر آوے تو کراہت نہیں ہے؛ **لانه لیس بحاسر کیف واذا جاز الاکتفاء بالقلنسوة کمایدل علیه قوله ولو سقطت قلنسوته، الخ، فکیف اذا کانت علی بعضها العمامة أیضاً.** اور اگر سر نظر آوے تو کراہت ہے، **لأنه حاسر. فقط واللّٰه أعلم**

۱۶/ شوال ۱۳۳۳ھ (تتمہ ثالثہ، ص: ۸۹) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۴۴۲)

حکم نماز بلا عمامہ وبلا قلنسوہ:

سوال: لوگ آج کل مختلف ہیں:

(۱) سر پر کلاہ اور کلاہ کے اوپر عمامہ باندھ کر نماز پڑھتے ہیں۔

(۲) صرف ٹوپی سے فریضہ ادا کرتے ہیں، بمشکل ۵، ۷ فی صدی ہوں گے۔

(۳) سر پر صرف لنگی یا ململ وغیرہ کی ...... پگڑی باندھے ہوئے نماز پڑھتے ہیں، پگڑی وغیرہ کے نیچے ٹوپی نہیں ہوتی، ایسے ۴۰، ۵۰ فی صدی ہوں گے، دیگر یہ کہ ایسا بھی دیکھا کہ نمبر: ۲ سے اگر ضرورتاً امام بھی بن جائیں تو وہ ٹوپی اتار کر صرف گز دو گز، یا کم وبیش رومال وغیرہ باندھ کر جماعت کرا دیتے ہیں، پورے طور پر تمام سر بھی نہیں ڈھکا جاتا، نمبر: ۳ کے سر تو بالعموم درمیان سے کھلے رہتے ہیں، لہٰذا با آدب التماس ہے کہ ہر سہ اقسام مذکورہ کے درجات نماز، نیز از روئے شریعت دیگر حالات پر نظر ڈالتے ہوئے نماز امام اور دسرے اشخاص نمبر: ۳ میں تو کوئی اعتراض نہیں ہے؟ اگر ہے تو آگاہ فرما دیجئے؟

الجواب

قال فی شرح الشمائل: ولا بأس بلبس القلنسوة اللاصقة بالرأس والمرتفعة المضربة وغیرها

---

(۱) الدر المختار مع ردالمحتار، باب الکراهة التحریمیة والتنزیهیة: ٤٠٧/٢، مکتبة زکریا دیوبند، انیس

عن هشام بن حسان الحسن قال: أدرکنا القوم وهم یسجدون علی عمائمهم ویسجد أحدهم ویدیه فی قمیصه. (المصنف لعبد الرزاق، باب السجود علی العلمائم، رقم الحدیث: ١٥٦٦، مکتبة زکریا دیوبند، انیس)

تحت العمامة وبلاعمامة؛لأن كل ذلك جاء عن المصطفىٰ و بذلك أيد بعضهم ما اعتيد في بعض الاقطارمن ترك العمامة من أصلها لكن الأفضل العمامة،آه.

ولأبي داؤد والمصنف:"فرق ما بيننا وبين المشركين العمائم على القلانس". قال المصنف:غريب وليس إسناده بالقائم،آه.(۱)

وفيه (ص:١٦٨):وقال ميرك: وروى عن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يلبس القلانس تحت العمائم ويلبس العمائم بغير القلانس،آه.(۲)

وقد ورد أنه صلى الله عليه وسلم نهىٰ عن الاعتجارفي الصلاة وفسره الفقهاء كما في مراقي الفلاح بأنه شد الرأس بالمنديل أوتكويرعمامته علىٰ رأسه وترك وسطها مكشوفاً،آه.(ص:٤٠٤)

اس سے معلوم ہوا کہ صورت نمبر:۱، ونمبر:۲، ونمبر:۳، تینوں جائز ہیں؛ مگر افضل صورت نمبر:۱، ہے اور نمبر:۳، ایسی شرط سے جائز ہے کہ سر کا درمیانی حصہ بھی عمامہ سے مستور ہو، مکشوف نہ ہو، ورنہ نماز مکروہ ہوگی۔ واللہ اعلم

۱۵/ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ (امداد الاحکام:۲/۱۷۴)

درمیان سر کھول کر نماز پڑھنا کیسا ہے:

سوال: اگر سر پر عمامہ ہو اور ٹوپی نہ ہو، بیچ سے سر کھلا ہوا ہو، تو نماز میں کیسا ہے؟

الجواب

ایسا مکروہ ہے؛ مگر نماز ہو جاتی ہے۔

يكره اشتمال الصماء والاعتجار.(الدرالمختار)

لنهي النبي صلى الله عليه وسلم وهوشد الرأس أوتكويرعمامته علىٰ رأسه وترك وسطه مكشوفاً.(۳)فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۴/۱۰۸)

ٹوپی کے بغیر نماز پڑھنا:

سوال(۱) متواتر کوئی شخص بغیر ٹوپی کے نماز پڑھ رہا ہے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

(۱) سنن أبي أبوداؤد،كتاب اللباس،باب في العمائم: ٥٦٤/٢،مكتبة رشيدية،رقم الحديث:٤٠٧٨/سنن الترمذي،باب العمائم على القلانس،رقم الحديث:١٧٨٤،انيس

(۲) جمع الوسائل في شرح الشمائل للقاري،باب ماجاء في عمامة رسول الله صلى الله عليه وسلم: ١٦٨/١، المطبعة الشرفية،انيس

(۳) ردالمحتار:٦١٠/١-٦١١،ظفير(باب الكراهة،مطلب في الكراهة التحريمية والتنزيهية:٤١١/٢، مكتبة زكريا،انيس)

(۲) زید گھر سے نماز کے لیے مسجد کو آئے، اب کسی وجہ سے اس کے پاس ٹوپی نہیں ہے تو اب وہ مسجد میں رکھی ہوئی کھجور، یا بلاسٹک کی بنی ہوئی ٹوپی لگا کر نماز پڑھے، یا بغیر لگائے؟

(۳) عصر حاضر میں جو مروجہ ٹوپیاں مسجدوں میں رکھی رہتی ہیں، لوگ اس بنا پر کہ مسجد میں ٹوپی مل جائے گی، گھر سے ٹوپی نہیں لاتے ہیں اور اس کو لگا کر نماز پڑھتے ہیں تو ان کا یہ فعل کیسا ہے اور مسجدوں میں مذکور ٹوپیوں کے رکھنے کا کیا حکم ہے؟

هو المصوب

(۱) بغیر ٹوپی کے نماز ادا ہو جائے گی، خواہ مستقل طور پر ٹوپی نہ پہنتا ہو، البتہ یہ خلاف ادب ہے۔(۱)

(۲) مسجد میں رکھی ٹوپی لگا کر نماز پڑھے، مسجد کی ٹوپیاں اسی لیے رکھی جاتی ہیں۔

(۳) اس عمل میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے اور نہ مسجد میں ٹوپیاں رکھنے میں کوئی حرج ہے۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۴۴۹-۴۵۰)

☆ ☆ ☆

(۱) و صلاته حاسرًا رأسه للتكاسل ولا بأس به للتذلل. (الدرالمختار مع ردالمحتار: ۲/۴۰۷) (باب الكراهة، مطلب فى الكراهة التحريمية و التنزيهية: ۲/۴۰۷، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)